يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة الا بامارة (دارمی)

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 37 | جمعۃ المبارک 19 تا 25 ستمبر 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

تهنية مباركة

بمناسبة اليوم الوطني:

نتشرف بتقديم اطيب التحيات وايات التهاني والامنيات الصادقة الى خادم الحرمين الشريفين الملك عبدالله بن عبدالعزيز آل سعود حفظه الله عاهل المملكة العربية السعودية والى حضرة صاحب السمو الملكي الامير سلمان بن عبدالعزيز آل سعود حفظه الله ولي العهد للمملكة العربية السعودية ونائب الرئيس مجلس الوزراء وجميع الاسرة الملكية والى جميع امراء المناطق و الشعب السعودي الشقيق.

ونسال الله تعالى ان يديم عليهم نعمة الاسلام والامن والاستقرار بالمن والاحسان.

حافظ عبدالغفار روبري

امير جماعت اهل حديث باكستان

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ: فَإِنَّ هَذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلاَّ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لاَ يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلاَ يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلاَ يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلاَّ مَنْ عَرَّفَهَا، وَلاَ يُخْتَلَى خَلاَهَا " قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلاَّ الإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوتِهِمْ. قَالَ: قَالَ: إِلاَّ الإِذْخِرَ "بےشک اللہ تعالیٰ نے جب سے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے اس شہر (مکہ) کو اس دن سے ہی حرمت والا قرار دیا ہے اور قیامت تک اللہ کی حرمت کے ساتھ حرمت والا رہے گا۔ مجھ سے پہلے کسی شخص کے لیے اس میں جنگ کرنا حلال نہیں تھا اور مجھے بھی دن کی ایک گھڑی میں جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اس کے بعد وہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی حرمت کے ساتھ حرمت والا ہی رہے گا، لہٰذا نہ اس کا کوئی درخت کاٹا جائے، نہ اس کا شکار نہ بھگایا جائے، اس میں گری ہوئی چیز کو صرف وہی شخص اٹھائے جو اس کا لوگوں میں اعلان کرے اور اس کا گھاس بھی نہ کاٹا جائے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول صرف اذخر گھاس کی اجازت دے دیجیے کیونکہ اس سے سنار اور لوہار فائدہ اٹھاتے ہیں اور مکہ والے اپنے گھروں کی چھتوں میں استعمال کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت ہے۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب جزاء الصید باب لا یحل القتال بمکۃ ج 9 ص 35 رقم الحدیث: 1834)

مکہ مکرمہ ایک ایسا حرمت والا شہر ہے جس کی عظمت کی قسمیں اللہ تعالیٰ نے اٹھائی ہیں: وَهَذَا الْبَلَدِ الأَمِينِ "(قسم) اس امن والے شہر کی" اس کی عظمت کے پیش نظر اس میں جنگ وجدال حرام ہے حتیٰ کہ بلاضرورت کوئی ہتھیار اٹھانا بھی ممنوع ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ میں کسی درخت، پودے اور گھاس کا کاٹنا بھی حرام ہے ہاں البتہ ضرورت کے پیش نظر صرف اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت ہے اور مکہ مکرمہ میں کسی جانور، پرندے کو شکار کرنے بلکہ اسے ہانکنا بھی حرام ہے۔ مکہ مکرمہ میں کسی گری ہوئی چیز کو اٹھانا بھی جائز نہیں، صرف وہ شخص گری ہوئی چیز اٹھا سکتا ہے جو اس کا اعلان کرے یا اسے اس کے اصل مالک تک پہنچانے کی نیت سے اٹھائے۔

یہ شہر ہر چیز کے لیے امن کی جگہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ "اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو قابل احترام گھر، لوگوں کے لیے قیام (امن) کا ذریعہ بنایا ہے۔" (المائدہ: 97) یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ الناس سے مراد پہلے اور قیامت تک آنے والے تمام لوگ ہیں گویا کہ بیت اللہ کا وجود تمام عالم کے قیام اور بقا کا باعث ہے اور دنیا بھی اسی وقت تک قائم رہے گی جب تک بیت اللہ کا احترام کرنے والی مخلوق موجود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے بیت اللہ کو اٹھا لیا جائے گا تو دنیا کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔

(بقیہ 26)

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور
جماعت اہل حدیث کا ترجمان
مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
منیجر: حافظ عبدالظاہر عازب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم مخفی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستنجاء 5
خدمات جماعة اہل الحدیث 7
مملکت سعودی عرب 12
آل سعود کی دینی خدمات 18

زرِ تعاون

فی پرچہ ..... 10 روپے
سالانہ ..... 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

اور دریا بپھر گئے

کشمیر، پنجاب اور سندھ آج کل تاریخ پاکستان کے بدترین سیلاب کا شکار ہیں۔ وادیٔ کشمیر میں مظفر آباد اور گردونواح کی بستیوں کو تباہ و برباد کرتا ہوا دریائے جہلم پنجاب میں داخل ہوا تو منہ زور لہریں جہاں سے گزرتیں کھڑی فصلیں لہلہاتے کھیت ہنستی مسکراتی آبادیوں کو تہس نہس کرتی جاتیں۔ ادھر چناب کسی غصیلے مہیب دیو کی طرح آدم بو آدم بو کرتا ہوا کسانوں کی عمر بھر کی کمائی کو تاراج کرتا ہوا بستیوں کو ملیامیٹ کرتا ہوا پنجاب میں تباہی و بربادی کی داستانیں چھوڑ کر سندھ پر حملہ آور ہوا ہے۔ سیالکوٹ، وزیر آباد، گجرات، حافظ آباد، احمد پور سیال گڑھ مہاراجہ، جھنگ، شورکوٹ، ملتان، مظفر گڑھ، شجاع آباد، جلال پور پیروالا جیسے شہروں کی نواحی آبادیوں اور سینکڑوں بستیوں کو نشانِ عبرت بنا گیا۔ پنجاب اور سندھ پاکستان کے سب سے بڑے زرعی منصوبے ہیں یہاں کی آبادیوں کے اسی فیصد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں، کپاس اور گنا کاشت سے لے کر برداشت تک انتہائی محنتی فصلیں ہیں۔ بیج، کھاد، زرعی ادویات، ٹیوب ویلوں سے پانی کا حصول غرضیکہ کاشتکار اپنی ساری جمع پونجی خرچ کر دیتا ہے کہ فصل تیار ہو کر اس کے سارے خرچے پورے کر کے اس کے سال بھر کے اخراجات بھی مہیا کرے گی اب جبکہ چاول، کپاس، گنا، مکئی اور دیگر فصلیں تیاری کے مراحل میں تھیں۔ کاشتکار صبح و شام بڑی امید بھری نظروں سے اپنی بار آور فصل کو دیکھتا تھا کہ اچانک اسے تباہی و بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔

زمین کی مستاجری آج کل چالیس پچاس ہزار روپے فی ایکڑ سالانہ تک پہنچی ہوئی ہے۔ بے چارے کسان کو ٹھیکے کی رقم سمیت ایک ایک ایکڑ کپاس ستر ہزار سے زیادہ کی پڑ رہی تھی، وہ مطمئن تھا کہ سارے اخراجات پورے کر کے میں بچت سے اپنی بیٹی کا جہیز تیار کروں گا۔ بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلاؤں گا، گائے بیچ کر اچھی نسل کی بھینس لاؤں گا، اب میرا بچہ کالج جانے کیلئے پرانی سائیکل پر نہیں تھکے گا اسے نئی موٹر سائیکل لے دوں گا، کیا کیا خواب تھے جو میرے محنتی دہقان نے دیکھے تھے لیکن آنکھ کھلی تو اس کے خواب چکنا چور ہو چکے تھے۔

گھر جو کبھی اس کی پناہ گاہ ہوا کرتا تھا آج اس کی چھت پر اداس چہرہ لیے دور کسی کشتی کو یا ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر اپنا پٹکا لہرا رہا ہے شاید ملاح کی اس پر نظر پڑ جائے اور اسے اس کے بیوی بچوں سمیت کسی محفوظ جگہ ٹھکانہ مل سکے، کتنے تھے جو پٹکے لہراتے رہے لیکن کسی ملاح کی نظر ان پر نہ پڑی اور نہ کسی ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے انھیں دیکھا اور یوں بھوکے پیاسے بپھری لہروں کا لقمۂ اجل بن گئے تھے، جو بھاگ کر اپنے گھر کی چھت تک بھی

پہنچ سکے۔ راستے میں کھڑے کسی درخت کی شاخوں پر کپڑے لہرا رہے تھے جیسے جیسے سورج قریب الغروب ہوتا جاتا تھا انھیں اپنی زندگی ختم ہوتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ بقول انور مسعود

اس طرف شہر ادھر ڈوب رہا تھا سورج
کون سیلاب کے منظر پہ نہ رویا ہو گا

ابھی صرف اندازے لگائے جارہے ہیں کہ چار سو افراد سیلاب کی نذر ہو گئے۔ ایک ہزار ارب روپے کا نقصان ہو گیا، ابھی تو پانی سے روز نعشیں مل رہی ہیں جب پانی اتر جائے گا اپنے اپنے پیاروں کی تلاش شروع ہوگی تو پھر اندازہ ہوگا کہ ایک ایک گھر کا کتنے لاکھوں کا نقصان ہو چکا ہے۔ گھر کے اندر زندگی بھر کا اثاثہ نکالنا تو درکنار کتنے ہی بے چارے اپنے مویشی بھی نہ کھول سکے۔ ملک کا کھربوں روپے کا نقصان ہو چکا ہے جن بے چاری کنواریوں کے جہیز کا سامان لٹ گیا اب نہ معلوم جہیز کے بغیر ان کی ڈولی بھی اٹھ سکے گی یا یونہی والدین کی دہلیز کی لکڑی بن کر عمر بسر کریں گی۔ کتنے بلڈ پریشر، ہائیپر ٹینشن، ٹینشن، شوگر اور امراض قلب کا شکار ہوں گے۔ ڈاکٹر صاحبان سیلاب زدہ علاقوں میں پانی کھڑے ہونے کی وجہ سے گیسٹرو، خارش، ملیریا اور ہیضہ جیسی وبائی امراض کے پھوٹ پڑنے سے محتاط اور مطلع کر رہے ہیں۔ لیکن انھیں کیا معلوم کتنے ہی سیلاب زدگان ایسے ہیں جن کے دلوں پر آلام وصدمات نے کیسی کیسی بیماریاں مسلط کر دی ہیں جو ان کی روح کو اندر ہی اندر ایسی اذیت سے دو چار کریں گی جن کا وہ کبھی اظہار بھی نہیں کر پائیں گے۔

یہ سیلاب کیوں آتے ہیں؟ بی بارشیں معمول سے زیادہ ہو گئیں، انڈیا نے پیشگی اطلاع دیے بغیر کئی لاکھ کیوسک پانی اپنے ڈیم اور شہر بچانے کے لیے چھوڑ دیا، یقیناً ایسا ہوگا۔ لیکن اگر ہم بحیثیت مسلمان اپنے گرد وپیش کا جائزہ لیں قرآن مجید اور احادیث رسول مقبول ﷺ کو سامنے رکھیں تو ہمیں ان ناگہانی آفات سیلابوں، زلزلوں کا حقیقی سبب بحر وبر میں فساد بپا ہے۔ ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدي الناس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر دور کے ایمان والوں کے لیے اپنا قانون بنا دیا کہ اگر لوگ اللہ کے احکام کی متابعت میں زندگی بسر کریں گے تو ان پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دے گا۔ اسی طرح سورۃ المائدہ آیت نمبر 65-66 میں فرمایا: اگر وہ لوگ (بنی اسرائیل) تورات اور انجیل اور جو احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر نازل ہوئے تھے ان کو اپنی زندگی پر قائم کرتے تو ان پر اوپر (آسمانوں) سے بھی رزق اترتا اور ان کے نیچے (زمین) سے بھی نکلتا۔

اللہ تعالیٰ کا یہی قانون اس امت پر بھی لاگو ہے ہم نے اپنے بچپن میں وہ دور اسی پاک سرزمین میں دیکھا ہے کہ نہری پانی کمیاب تھا، زرعی رقبہ اکثر ان کمانڈ تھا جب بھی بارانی فصلوں کو پانی کی ضرورت ہوتی ہفتہ ہفتہ دو دو ہفتے باران رحمت کا ان ریگستان زمینوں پر نزول رہتا، بلند و بالا ٹیلے ہوتے تھے۔ اس دور میں بلڈوزر یا ٹریکٹر نہیں ہوتے تھے، چوبیس گھنٹوں میں صرف صبح تقریباً 9 بجے سے 10 بجے تک اور شام کو عصر سے مغرب تک آندھی رکتی تھی۔ ان دو وقتوں میں خواتین روٹی وغیرہ پکا لیتیں، بقیہ سارا دن اور رات آندھی چلتی رہتی تھی جس نے ٹیلے ہموار کر دیے یہ وہ وقت تھا جب مسجدیں آباد تھیں لوگ باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، آنکھوں میں شرم وحیا تھی، سود، رشوت، ملاوٹ، حسد وبغض، عناد، ایک دوسرے کی جائیدادوں پر قبضے نہیں ہوتے تھے۔ راگ رنگ، فحاشی، عریانی، شراب نوشی، زنا، قتل وغارت، ڈکیتی، چوری عام نہیں تھی، لوگوں کو سکون قلب نصیب تھا غربت تھی لیکن غریب نہ قابل نفرت تھا اور نہ ہی اسے احساس کمتری تھا۔ دیہاتوں میں لوگ کسی سواری پر سوار ہو کر نہ گزرتے، نوجوانوں کا ننگے سر رہنا باعث عار سمجھا جاتا تھا، اس وقت ناگہانی اموات اور ناگہانی آفات کا نزول نہیں ہوتا تھا، اگر کبھی سرخ رنگ کی آندھی چلتی تو بڑے بوڑھے استغفار شروع کر دیتے کہ زمین کے کسی حصے پر قتل ہوا ہے۔ فصلوں کو پانی کی ضرورت ہوتی اور بارش نہ برستی تو امام صاحب لوگوں کو بستی سے باہر لے جا کر نماز استسقاء ادا کرتے یا گاؤں کے لوگ مل کر خیرات کرتے تو باران رحمت کا نزول ہو جاتا۔

اب اگر وقت پر بارش کا نزول نہ ہو تو نئی نسل کو تو معلوم بھی نہیں کہ اس کے لیے نماز استسقاء ادا کی جاتی ہے۔ وطن عزیز میں کرۂ ارضی کا بدترین زلزلہ آیا، اٹھاون سیکنڈ میں سینکڑوں مربع میل کا علاقہ تباہ و برباد ہو گیا لیکن ہم نے اس زلزلے سے یہ عبرت حاصل کی کہ ملبے کے ڈھیر میں جہاں کسی عورت کے ہاتھ میں طلائی چوڑیاں دیکھیں اور وقت گزرنے کے ساتھ نعش پھول چکی تھی اور چوڑیاں اتاری نہیں جا سکیں تو کلہاڑی سے کلائی کاٹ کر تھیلے میں ڈال لی، اگر انگلی سے انگوٹھی نہیں نکل سکی تو انگلی کاٹ کر تھیلے میں ڈال لی، وہ بے چاری یتیم اور بے سہارا نوجوان لڑکیاں جن کی آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے تھے انھیں بہتر روزگار کا لالچ دے کر اپنے مکروہ اور مذموم مقاصد کے لیے ایسی لڑکیوں کا بھرا ہوا ٹرک گوجرانوالہ میں پکڑا گیا۔

زلزلے سے اللہ کی زمین کانپ اٹھی ہو یا ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے دریاؤں کی لہریں منہ زور ہو جائیں تو ہم میں سے کتنے ہیں جو عبرت حاصل کرتے ہیں۔ کیا دیکھا کسی راشی نے رشوت سے، چور نے چوری سے، سودخور نے سود خوری سے، جوئے باز نے جوئے بازی سے، کسی عریانی فحاشی کی تصویر بنی ہوئی نے عریانی فحاشی سے غرضیکہ کسی بھی مجرم نے عبرت حاصل کرکے توبہ کی ہو۔ زلزلہ جس جگہ آیا ہے وہیں آنا تھا میں تو محفوظ ہوں سیلاب سے جن لوگوں کی فصلیں تباہ مکان منہدم اور عمر بھر کی پونجی تباہ و برباد ہونا تھی یہ انھی کے لیے ہے میں تو محفوظ ہوں۔

کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ اللہ کا عذاب نازل ہو رہا ہے اور ہم ٹی، وی پر ان مناظر کو یوں دیکھ رہے ہوتے ہیں جیسے کسی ڈرامے سے لطف اندوز ہو رہے ہوں۔ غالباً 2010ء میں سیلاب آیا تھا، مظفر گڑھ اور صادق آباد کے علاقے میں نوجوانوں کی ٹولیاں جہاں دیکھتیں کہ اس خاندان میں نوجوان خوبصورت لڑکیاں ہیں عشاء کے بعد ان بھوکے پیاسے لوگوں کو نشہ ٹے چاول کھلا کر نوجوان لڑکیوں کو اٹھا کر لے جاتے اور شیطانی کھیل کھیلتے اور یہ کوئی اکا دکا واقعات نہیں تھے بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو اعلان کرنا پڑا کہ اس قسم کی حرکات پر انتہائی عبرتناک سزا دی جائے گی۔

ادھر اسلام آباد میں کیا کچھ ہو رہا ہے اس موضوع پر کالم نگاروں کے کالم پڑھتے ہیں تو خوف آتا ہے کہیں اللہ تعالیٰ اس زمین کے ٹکڑے کو غرق ہی نہ کردے۔ قارئین کرام یہ وہ وقت ہے کہ جب اللہ کا خوف رکھنے والے لوگ راتوں کو جاگ کر اللہ کے حضور عجز و انکساری سے دعا کیا کریں اور جن آسمانی آفات سے آج وطن عزیز دوچار ہے ایسے وقت میں ہر مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کی مبارک دعا کو ورد زبان رکھنا چاہیے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُھْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ. اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنی رحمت سے ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے اس ناگہانی آفت سے جن لوگوں کا مالی نقصان ہوا ہے اپنے خزانہ غیب سے ان کی تلافی فرمائے اور امت مسلمہ کے ہر فرد کے دل کو تقویٰ کی صفت سے متصف فرمائے۔

(آمین)

مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی کا دورۂ فیصل آباد

مورخہ 12 ستمبر کا خطبہ جمعۃ المبارک مفسر قرآن مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہل حدیث پاکستان نے مرکزی جامع مسجد مبارک اہل حدیث مانوالہ فیصل آباد میں صراط مستقیم کے موضوع پر ارشاد فرمایا۔ انھوں نے کہا یہی وہ راستہ ہے جس کی دعوت تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے دی، اسی راستے پر چل کر ہی انسان دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو سکتا ہے، یہی جنت کا راستہ ہے۔ خطبہ جمعہ میں حافظ صاحب نے سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی یاد تازہ کردی۔ حافظ صاحب نے مسجد میں داخل ہوئے تو بزرگوں نے شاندار اور والہانہ استقبال کیا۔ نماز جمعہ کے بعد جماعت اہل حدیث فیصل آباد کی کابینہ کے ساتھ ملاقات کی اس کے بعد احباب جماعت کے ہمراہ مرکز خیبر کا دورہ بھی کیا اور نماز عصر پڑھائی۔

نماز عصر کے بعد حلال کمائی کے فوائد و برکات کے موضوع پر درس قرآن ارشاد فرمایا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور جامع مسجد طوبیٰ گلزار کالونی فیصل آباد میں بعد نماز مغرب دعا کی اہمیت کے عنوان پر درس قرآن دیا۔ اس تمام سفر میں بہت سی اہم شخصیات سے ملاقاتیں ہوئی۔ جماعت اہل حدیث کے وفد میں سید عبدالقادر شاہ نائب امیر جماعت اہلحدیث پنجاب، مولانا عبدالرزاق عابد امیر جماعت اہلحدیث فیصل آباد، مولانا حافظ خالد محمود انصاری ناظم اعلیٰ فیصل آباد، مولانا محمد بلال مدنی ناظم تبلیغ جماعت اہل حدیث فیصل آباد، عبدالمجید رحمانی، ملک عبدالرحمن، مزمل نوید، راشد محمود، حافظ عبدالقیوم، ادریس یزدانی، اشرف مغل، مرزا یٰسین حقانی ہمراہ رہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کی کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے اور اس سفر کو خیر و برکت والا بنائے۔ آمین

(منجانب: ناظم اطلاعات جماعت اہل حدیث فیصل آباد)

حافظ عبدالوہاب روپڑی

الاستفتاء

مسلمان کی نماز جنازہ میں غیر مسلم کی شرکت؟

سوال: ایک مسلمان آدمی فوت ہوا، اس کے جنازے میں ایک مسیحی نے بھی شرکت کی جب اسے کہا گیا کہ تو غیر مسلم ہے اس نے کہا یہ میرا دوست تھا میں بھی اس کے لیے بخشش کی دعا کرنے آیا تھا اور اس کے لیے دعا کی ہے۔ کیا کسی مسیحی کو اس طرح مسلمان کے جنازے میں شریک ہونے کی شرعاً اجازت ہے؟ اگر نہیں تو کیا اسے زبردستی نماز جنازہ سے روکا جا سکتا ہے؟

سائل: مولانا جابر حسین، مدیر مرکز ندا الاسلام، رینالہ خورد، اوکاڑہ

الجواب بعون الوهاب: دنیا میں پائے جانے والے تمام مذاہب کے کچھ شعائر ہوتے ہیں اسی طرح کچھ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے شعائر بنایا گیا ہے جیسے حج، قربانی، مسجد، نماز، زکوٰۃ، سلام اور عمرہ وغیرہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ شعائر اسلام کی تعظیم اور ان کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور ان کی توہین کا ارتکاب کرنے والے سزا اور تعزیر کے مستحق ہوتے ہیں جیسا کہ صدیق اکبرؓ نے منکرین زکوٰۃ کو سزا دی تھی، کیونکہ زکوٰۃ شعائر میں سے تھی اسی لیے خلیفۃ المسلمین نے شعائر اسلام کی توہین کرنے والوں سے متعلق اہل اسلام کو جنگ کے لیے بھیجا تھا تاکہ اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل قائم رہ سکے اور غیر مسلموں کی حوصلہ شکنی بھی ہو سکے۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضْيَقِهِ ''یہودیوں اور نصرانیوں کو تم پہلے سلام نہ کہو، جب تمہاری راستے میں ان سے ملاقات ہو جائے تو اسے تنگ حصے کی طرف مجبور کردو۔'' (مسلم كتاب السلام باب النهي عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام ج 7 جز 14 ص 121 رقم الحديث: 2167)

دین اسلام نے مسلمانوں کو اہل کتاب کے ساتھ سلام کہنے میں ابتداء کرنے سے منع کرتے ہوئے ان کے لیے راستہ تنگ کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کی حوصلہ شکنی ہو سکے اور شعائر اسلام کی عظمت و حرمت اور کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل قائم رہ سکے۔ اسی طرح غیر مسلم کو اہل اسلام کے قبرستان میں دفن کرنا بھی جائز نہیں جیسا کہ ایک نصرانی عورت فوت ہوئی، اس کے پیٹ میں مسلمان بچہ تھا۔ حضرت واثلہ بن الاسقع نے اسے نہ تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا (کیونکہ وہ مسلمان نہیں تھی) اور نہ ہی اسے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کیا (کیونکہ اس کے پیٹ میں مسلمان بچہ تھا) بلکہ اس کی قبر دونوں قبرستانوں سے الگ بنائی گئی تھی۔ (السنن الكبرى للبيهقي كتاب الجنائز باب النصرانية تموت وفي بطنها ولد مسلم ج 4 ص 97 رقم الحديث: 7084)

سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ سیدنا عمر فاروقؓ کے پاس تشریف لائے ان کے ساتھ ایک کاتب تھا اس کا حافظہ دیکھ کر عمر فاروقؓ بہت متاثر ہوئے اور ابوموسیٰؓ سے فرمایا: آپ اپنے کاتب کو حکم دیں کہ وہ مجھے خط پڑھ کر سنائے تو انھوں نے جواب دیا میرا کاتب مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ امیر المؤمنین نے سوال کیا، کیا وہ جنبی ہے؟ ابوموسیٰؓ نے کہا کہ وہ عیسائی ہے اس لیے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا تو عمر فاروقؓ نے ابوموسیٰؓ کو ڈانٹا اور فرمایا: لَا تُكْرِمُوا إِذْ أَهَانَهُمُ اللهُ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی اہانت کی ہے تو آپ ان کی عزت نہ کریں۔ (السنن الكبرى للبيهقي كتاب آداب القاضي باب لا ينبغي للقاضي ولا للوالي أن يتخذ كاتبا ذميا ج 10 ص 216 رقم الحديث: 20409)

ایک دفعہ سیدنا عمر فاروقؓ کو بتلایا گیا کہ اہل الحیرہ میں ایک کاتب ہے جو لکھائی اور حافظہ میں بے مثال ہے مگر آپؓ نے اسے نصرانی ہونے کی وجہ سے قبول نہ کیا۔ (مصنف ابن ابي شيبة كتاب الادب باب في اتخاذ كاتب نصراني ج 13 ص 233 رقم الحديث: 26392)

اسی طرح جب شام کے نصرانیوں نے عمر فاروقؓ سے صلح کی تو عبدالرحمن بن غنم اشعری نے صلح کی وہ دستاویز تحریر کیں جو امیر المؤمنین

اور نصرانیوں کے مابین طے پائی تھیں۔ بسم اللہ یہ امیر المؤمنین اللہ کے بندے عمر اور فلاں فلاں شہر کے نصاریٰ کی طرف سے معاہدہ ہے کہ جب تم ہمارے پاس آئے تو ہم نے تم سے اپنی جانوں اور اولادوں، مالوں اور اہل ملت کے لیے امان طلب کیا اور تم سے یہ شرط طے کی کہ ہم اپنے شہر کے گرد و پیش کوئی گرجا اور نہ ہی کسی راہب کی خانقاہ بنائیں گے اور نہ ہی کسی خراب گرجا وغیرہ کی مرمت کریں گے اور مسلم علاقوں میں کوئی نیا گرجا تعمیر نہیں کریں گے۔ دن ہو یا رات ہم کسی وقت بھی اپنی عبادت گاہوں میں مسلمانوں کو داخل ہونے سے منع نہیں کریں گے۔ مسافروں کے لیے دروازوں کو کھلا رکھیں گے جو مسلمان ہمارے پاس آئے گا ہم تین دن تک اس کی مہمان نوازی کریں گے، ہم اپنے گھروں اور عبادت گاہوں میں کسی جاسوس کو جگہ نہیں دیں گے۔ مسلمانوں سے دھوکے اور فریب کی کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔ ہم اپنی اولادوں کو قرآن مجید کی تعلیم نہیں دیں گے شرک کا اظہار نہیں کریں گے اور اس کی کسی کو دعوت بھی نہیں دیں گے، اگر ہمارے رشتہ داروں میں سے کوئی اسلام قبول کرنا چاہے تو اسے منع نہیں کریں گے۔ ہم مسلمانوں کی عزت کریں گے جب وہ بیٹھنا چاہیں تو اپنی مجلسوں میں سے ان کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم ٹوپی، پگڑی، جوتوں اور بالوں کے سٹائل اور کسی چیز میں مسلمانوں کی مشابہت اختیار نہیں کریں گے، ہم ان کی زبان نہیں بولیں گے زین والے گھوڑوں پر سوار نہیں ہوں گے تلواریں نہیں لٹکائیں گے، کسی قسم کا اسلحہ نہیں خریدیں گے اور نہ ہی اپنے پاس رکھیں گے۔ اپنی انگوٹھیوں پر عربی میں نقش نہیں کرائیں گے۔ شراب فروخت نہیں کریں گے، اپنے سروں کے اگلے بالوں کو کٹوا دیں گے جہاں بھی ہوں صفائی کا خیال رکھیں گے۔

"زنار وہ پیٹی ہے جسے عیسائی کمر پر باندھتے ہیں" اپنی کمروں پر ضرور لٹکائیں گے، اپنے گرجوں پر صلیب کا نشان ظاہر نہیں کریں گے، اپنے گرجوں میں ناقوس بہت آہستہ بجائیں گے، مسلمانوں کی موجودگی میں ہم اپنی کتابوں کو بلند آواز سے نہیں پڑھیں گے، ہم اپنے مذہبی "شعار" شعانین یہ عیسائیوں کی اتوار کے دن عید ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بیت المقدس میں داخل ہونے کی یاد میں منائی جاتی ہے اور باعوث (عیسائیوں کے ہاں بارش کے لیے عبادت اور دعا وغیرہ) راستوں میں انجام نہیں دیں گے، اپنے مردوں پر اونچی آواز سے بین نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کے ساتھ مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں آگ لے کر چلیں گے۔ قبرستانوں میں مسلمانوں کے پڑوس میں اپنے مردوں کو دفن نہیں کریں گے مسلمانوں کے حصہ میں آئے ہوئے غلاموں کو نہیں لیں گے، ہم مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے رہیں گے اور ان کے گھروں میں نہیں جھانکیں گے۔

عبدالرحمن بن غنم اشعری کہتے ہیں کہ جب میں یہ معاہدہ لکھ کر امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں مزید اضافہ فرمادیا کہ ہم کسی مسلمان کو نہیں ماریں گے، ہم تمہاری طرف سے اپنے لیے اور اپنے اہل قبلہ کے لیے ان شرائط کو قبول کر کے امان قبول کرتے ہیں، اگر ہم نے ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کی تو پھر ہمارے لیے آپ رضی اللہ عنہ کی امان ختم ہو جائے گی، ہم ایسی سزا کے مستحق ہوں گے جو عہد شکنی کرنے والے اور اختلاف کو بڑھانے والوں کو ملتی ہے اور وہ ہمارے پڑوس میں خنزیر کا گوشت بھی نہیں لائیں گے۔ (المحلی ابن حزم الامر بقتل المشرکین حیثما وجدوا ج 7 ص 346-347) اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور شام کے نصاریٰ کے درمیان طے پانے والے معاہدے کو بغور دیکھا جائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ہر لحاظ سے ان کی حوصلہ شکنی کی ہے اور اس معاہدے میں کوئی ایسی شق نہیں رکھی جس سے نصاریٰ کی حوصلہ افزائی ہو۔

صورت مسئولہ میں ایک عیسائی مسلمان کی نماز جنازہ میں شرعاً شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ نماز جنازہ شعائر اسلام سے ہے، اس کی شمولیت سے شعائر اسلام کی توہین لازم آتی اور اہل اسلام کے دلوں میں شعائر اسلام کی اہمیت کم ہوتی ہے، اسکے علاوہ اسلام تو تمام معاملات میں غیر مسلموں کی حوصلہ شکنی کرتا ہے، اسی لیے انھیں سلام کہنے میں پہل کرنے سے منع اور ان کے لیے راستہ تنگ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اسی لیے ایک نصرانی کاتب رکھنے پر ڈانٹا اور خود بھی غیر مسلم کو بطور کاتب رکھنے سے انکار کر دیا اور انھیں اہل اسلام کے قبرستان کے پڑوس میں مردوں کو دفنانے سے منع کر دیا تھا لہٰذا اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کے جنازہ میں شامل ہو تو مناسب طریقہ دوسرے مسلمانوں کو اسے شمولیت کرنے سے روکنا چاہیے تاکہ ایک اسلامی شعائر کی توہین بھی نہ ہو اسلام اور ادیان باطلہ میں حد فاصل بھی قائم رہے، اس کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کی حوصلہ شکنی بھی ہو سکے۔

□□□

خدمات جماعة اهل الحديث لتأييد المملكة العربية السعودية

حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اهل الحدیث پاکستان

الحمدلله والصلوة والسلام على رسول الله..اما بعد!

قبل قرن مضى كانت الظروف سيئة وقاسية جدا فى الارض المقدسة وكانت قد فشت الشركيات والمبتدعات والقتل والنهب والفساد والاقتصاد. وكانت هذه الظروف فى مركز الاسلام تقلق المسلم فى كل مكان فحاول جلالة الملك عبدالعزيز بن سعود رحمة واسعة لاصلاح هذه المفاسد والسيئات وبفضل الله ومنه قد نجح فى تأسيس الحكومة الاسلامية فكان تعاليم الكتاب والسنة هى دستور المملكة منذ اول يومها وقد تم الحظر على كل ما لايدخل فى إطار الإسلام.

جماعة أهل الحديث:

إن جماعة اهل الحديث من أول يومها تمسكت بالكتاب والسنة وعضت عليها بالنواجذ ولم تبد أى رخوة أولين فى ذلك .وبفضل إرتباط تعاليم الكتاب والسنة فإن جماعة أهل الحديث سارت على درب تأييد المواقف التى اتخذت حكومة المملكة العربية السعودية منذ عام ١٣٣٢م . وكذلك وقفت على وجوه أعداء المملكة العربية السعودية وقفة قوية .وقامت الجماعة بهذه الأعمال وتعتبر ها فريضة دينية بعد أن تم تأسيس المملكة العربية السعودية لما هدمت الضرائح المبنية على قبور الصحابة "رضوان الله عليهم اجمعين"فأحدث مشركوا شبة القارة الهندية والباكستانية والقبوريون ضجة كبرى قائلين بأن المملكة العربية السعودية أهانت الصحابة والأولياء الكرام بهدم الضرائح على قبورهم وخاصة فى شبه القارة الهندية والباكستانية كتبت المقالات فى الصحف السيارة مضادة المملكة العربية السعودية فقال جلالة الملك عبدالعزيز بن سعود اذا اثبت مخالفو هدم الضرائح ان بناء الضرائح على القبور وفقا لتعاليم الكتاب والسنة فانا سوف ابنى الضرائح على قبورهم بالذهب والفضة .ففى ذلك قام سماحة الشيخ الحافظ عبدالله محدث الروپڑی عن طريق مجلة "تنظيم اهل الحديث" الاسبوعية .وعن طريق خطابه ايد الموقف الذى اتخذته حكومة المملكة العربية السعودية وردعلى المشركين والقبوريين .وكذلك بدا ينشر بكل التسلسل والتوالى اخبار المملكة العربية السعودية بأعلى صفحاتها وقد اطلق عليه لقب امير المؤمنين وامام المسلمين لما انه قرر ان دستور المملكة العربية السعودية هو تعاليم الكتاب والسنة وقام بالحظر على الاعمال لاتقرها شريعة الاسلام الغراء.(الجرائد الاصلية موجودة بينما سبق وان قدمنا المدونات المستنسخة من قبل)

إتفاقية حفر المعادن وجماعة اهل الحديث:

لما استوطن جلالة الملك ابن سعود ارض الحجاز فسدد عنايته الى الكنائز المدفونة فى الارض.فاستعان

بالشركات الاسلامية اولا وبدا ينتظر الى اربع سنوات الان جلالته لم يتلق اى رد منها. فقام بأبرام الاتفاقية فى ٢٠ ديسمبر لعام ١٩٣٣م الموافق ١٠ رمضان المبارك لعام ١٣٥٢ بمدينة جدة. فأثار اعداء المملكة العربية السعودية الضجة الكبرى قائلين بان جلالته يدخل غير المسلمين والكفار الى الارض المقدسة فتأثرت من هذه بعض الجماعات. وكانت جماعة احرار الاسلام على رأس تلك الجماعات التى كانت تخالف هذه الاتفاقيات مستدلين بالحديث النبوى الشريف: لاخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب. فاوفدت جماعة احرار الاسلام وفدا الى المملكة العربية السعودية تحت قيادة زعيم جمعية اهل الحديث المركزية فضيلة الشيخ داود الغزنوى رحمه الله حتى يلتقى بجلالته ويحرضه على فسخ الاتفاقية. ففى هذه المناسبة سافر سماحة الشيخ /عبدالله المحدث الروبرى ليرد على وفد مجلس احرار الاسلام. فوصل كل واحد من الوفدين الى المملكة العربية السعودية وحضر الى جلالة الملك عبدالعزيز حيث كان قد جمع العلماء من ارجاء المعمورة كلها. فدار الحديث بينهما بحضور جلالته. فأثبت سماحة الشيخ/عبدالله المحدث الروبرى بان الاتفاقيات هذه لا تخالف الشريعة الاسلامية الغراء وفسر الحديث النبوى الشريف لاخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب من حيث لم يتمكن مخالفوا الاتفاقيات من النقول بشىء ما. فاغضب ما قال رئيس وفد مجلس احرار الاسلام فضيلة الشيخ/داؤد الغزنوى وقام جلالته وخطب خطبة مسهبة.

خطاب جلالة الملك:

خطب جلالة الملك ما مفاده: لا ادرى من الذين لم ينفقوا ولا روبية واحدة حينما كنا فى ظروف قاسية والذين لم يضحوا بقطرة من الدم من اصبح كيف يتدخلون فى سياستنا اننا حصلنا على هذه البلاد من بفضل الله سبحانه وتعالى وبفضل قوة ايدينا وافاد جلالته مشيرا الى اصبعه المكسور بأن هذا الاصبع كان قد تكسر باصابة الرصاصة اثناء حرب مع الاتراك. الكل خالفنى سواء كان من ذويها او كان من اغيارنا. انى اسست الحكومة الاسلامية فى اول سنة من فتح الحجاز ووجهت الدعوة الى العلماء فى انحاء المعمورة. وكان لفضيلة الشيخ محمد على وفضيلة الشيخ شوكت على ايضا من مخالفينا انهما اعلنا انه لن يسافر احد من سكان الهند الى ارض الحجاز لتأدية الحج. فهل نجحوا فيما ارادوا؟ كان هنالك لوحة كتبت بها "لااله الاالله محمد رسول الله" وتحتها سيفان. فقال جلالته مشيرا الى تلك اللوحة مادامت تقدير هذه الكلمة فى قلبى والسيف فى يدى سوف اجاهد فى الله غير مكترث بمالى ونفسى وبمساعدة احد. انا لا احتاج الى مساعدة احد سوى الله. فوالله لا ابالى لو كانت الدنيا كلها تخالفنى. انتم من العبيد لا تستطيعون ابعاد العبودية عنكم. ثم تلا هذه الاية الكريمة: "الم تكن ارض الله واسعة" الرد النهائى لجلالة الملك عن ابرام الاتفاقيات

المملكة العربية السعودية ديوان جلالة الملك

الرقم: ٥/١/١٥٢ .. التاريخ: ٢٠/١٢/١٣٥٢هـ

من عبد العزيز بن عبد الرحمن الفيصل إلى جناب المكرم إبي أحمد عبد الله الأمرتسرى

مدير جريدة- تنظيم اهل حديث سلمه الله.

اسلام عليكم ورحمة الله وبركاتة

مع الإستفسار عن صحتكم دمتم بأسر الأحوال و غنى من فضل الله بأتم الصحة والعافية ولقد وصل إلينا كتابكم المؤرخ فى ١٠ شوال ١٣٥٢هـ واحطنا علما عما ذكرتم به

عن اخلاصكم ومحبتكم لنا وهذا مما لا يستكثرون من امثالكم المخلصين بارك الله فيكم ومن قبل مسائلة الشركة واختلاف الناس فيها اعلم ان الناس لم يكن لهم الا هواهم ونحن قديبنا الذى عندنا من قبل ذلك لاخوانكم ولم نقص بذلك الا ما فيه الخير للبلاد المقدسة واما دخول الانكليز فى بلادنا ومسائلنا معهم فنسال الله ان يكفيناه وغيرهم ممن يريد بالمسلمين شرا .وهو السميع العليم ولكن هذا امر ولى اخبركم بهما لتكونوا على معلومية منهما بصفة اخبار مسلم عربى.

اولا :والله ما اعلم ان الانكليز تداخلوا فى بلادنا لا بكثير ولا بقليل ولا يمكن اننا نرضى بذلك.

الثانى:انهم لو ارادوهم اوغيرهم التدخل ببعض المسائل فالمسلمون مستعدون لان يدافعوا عن ذلك بأخر قطرة من دمهم فالانسان الذى يقصد نصرة الحق ويريد نفعة الديار المقدسة ونفعة المسلمين فجزاه الله خيرا وقد اخبرنا الوفد عما يلزم عن ذلك واما من يقصد التشتت والنفاق فنقول سيكفيهم الله وهو السميع العليم هذا ما احببنا ايضاحه لكم ونسال الله ان يوفقنا واياكم لما فيه الخير والصلاح للإسلام والمسلمين والله يحفظكم.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

فشل وفد مخلفى ابرام الاتفاقيات:

لم يتمكن وفد مخالفى ابرام الاتفاقيات من اقناع حكومة المملكة العربية السعودية فى فسخ الاتفاقيات ثم حاول الوفد مرارا وتكرارا للقاء بجلالته الا ان جلالته رفض رفضا باتا ورجع الوفد بخفى حنين فاستمر الشيخ /داؤد الغزنوى والعلماء المرافقون له فى مضادة حكومة المملكة العربية السعودية بكل قوة وحماس (الجرائد الاصلية محتفظة بها). ففى ذالك الوقت كان حركة إنشاء باكستان على قدم وساق فخمدت هذه القضية. ثم بعد إنشاء باكستان أسس فضيلة الشيخ / داؤدالغزنوى جمعية أهل الحديث المركزية ولم يستمر فى مخالفة حكومة المملكة العربية السعودية. كان جلالة الملك عبدالعزيز بن عبدالرحمن آل سعود قد تأثر بسماحة الشيخ الحافظ عبدالله المحدث الروپرى وأحله محل الضيوف الرسميين للمملكة. وأقام على شرف سماحة المأدب والتقى بسماحته مرارا وتكرارا علما أن الزيارة كانت تستغرق ساعات عديدة. فذات مرة كان جلالة الملك يمس لحية سماحته ويظهر له محبته وتقديره له وكان يقول فى حبة وتكريم والله إن الشيخ الروپرى جبل العلم والله إن الشيخ الروپرى جبل العلم. كان سماحة الشيخ الحافظ عبدالله المحدث الروپرى أعلن أن جلالته خليفة المسلمين وإمام المسلمين لما شاهد أنه طبق تعاليم الكتاب والسنة وحظر كل ما يضاد الشريعة الإسلامية فطلب سماحته من جلالته أنه يريد أن يبايع على يد جلالته على ذالك.

آخر اللقاء مع جلالة الملك:

التقى سماحة الشيخ الحافظ عبدالله المحدث الروپرى بجلالة الملك فى ٢٠ذى الحجة لعام ١٣٥٥هج الموافق ١٠مارس لعام ١٩٣٦م بمناسبة الحج وقدم الى جلالته خطابا يشتمل على النصائح التى قبلها جلالته قبولا حسنا.

بسم الله الرحمان الرحيم

من ابى احمد الامر تسرى الى حضرة جلالته الملك ابن سعود -ايده الله بنصره-

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

فانى احمد اليكم الله الذى لااله الاهو انجز وعده

ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده اختاركم من معادن العرب للرياسة وفوض اليكم خدمة الحرمين الشريفين والسياسية امدكم بفضله فقومتم الاداء وداويتم العمل فتحتم البلاد واصلحتم الارض بعد الفساد بأحياء السنن واقامة الحدود وتسوية الوهاد والنجود. وفقكم الله لما يحب ويرضى وجعل الجنة هي الماوى ولما كان الحجاز مركز الاسلام ومنه نبع عين الهدى واستنار نور الوحي وانتشر في اكناف لم اشعة لما عة كان حقا على كل مسلم نصر من تولاه واعانته في كل امر يؤل الى اصلاحه وعمارته مما فيه استحكام أمر الاسلام وفيه رقى اهله دينا ودنيا.

الرد على خطاب الشيخ من قبل جلالته الملك:

المملكة العربية السعودية:

عدد ١٠/١/٥٦

مكة المكرمة في ٢٩ محرم سنة ١٣٥٦هج

من عبدالعزيز بن عبدالرحمان الفيصل الى حضرة الاخ المكرم ابي احمد عبدالله الامرتسري حفظه الله تعالى

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته...... وبعد!

فقد تناولنا كتابكم بتاريخ ٢٨ ذي الحجة ١٣٥٥هج واحطنا علما بما ذكرتم وشكرنا لكم حسن عواطفكم وغيرتكم ونسأل الله ان ينصر دينه ويعلي كلمته وان يوفقنا واياكم لما يحبه ويرضاه.

اللقاء بوزير المال: ثم التقى سماحته بمعالي وزير المال في ٢٨ ذي الحجة لعام ١٣٥٥ھ الموافق ١١مارس لعام ١٩٣٧م عبدالله بن سليمان استغرق اللقاء لمدة ساعتين.

اللقاء بأمير المدينة المنورة:

وجه الشيخ ابراهيم امير المدينة المنورة الدعوة الى سماحته مع الوفد في ١ محرم لعام ١٣٥٥ھ وقد تم اللقاء فعلا في يوم الجمعة المبارك لعام ١٣٥٥ھ فلما علم وفد الاحرار الذي كان يرأسه السيد محمد داؤد الغزنوي فحاول كثير للزيارة الا انه لم يفز في ذلك مع ذلك ذهب لزيارة الامير مع الوفد غيران الامير انكر وردة مع الوفد ثم اقيمت الحفلات تكريما لسماحة الشيخ الحافظ عبدالله المحدث الروپري من قبل امير المدينة المنورة وامير مكة المكرمة.

استقباله الحار من قبل جريدة ام القرى:

استقبلت الجريدة الرسمية للمملكة العربية السعودية سماحته بالكلمات التالية: قدم من الهند الاستاذ الفاضل ابواحمد الحافظ عبدالله الروپري مدير جريدة تنظيم اهل الحديث فنرحب بهم جميعاً.

اعتراف ادارة دعاية الحج بفضل جريدة سماحته:

الى مدير جريدة تنظيم اهل الحديث المكرم والمحترم.

اولا: وقبل كل شيء نشكركم على الاخوة الاسلامية والتي خير دليل على ذلك ماطبع في جريدتكم عن البلاد المقدسة من الحالات والوقائع الصحيحة وانما نأمل انكم سوف تستمرون في هذا تقبل الله مساعيكم في خدمة الحرمين الشريفين وتقبلها بقبول حسن جزاكم الله خيرا.

والسلام مدير مكتب دعاية الحج ـ ابراهيم الشورى.

الرجوع من الحجاز:

بعد ان عاد من الحجاز المقدس قام الشيخ بطبع الاعداد الخاص لجريدته تنظيم اهل الحديث حول الحج والحجاز وأيدتها حكومة المملكة العربية السعودية تاييدا شاملا ثم بعد إنشاء باكستان اسس سماحته مركز جماعة اهل الحديث في مدينة لاهور كما اسس جامعة اهل الحديث بلاهور والجدير بالذكر ان الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة وافقت على قبول طالبين سنويا من جامعة اهل الحديث بلاهور وهذا اول المعاهد الدينية في باكستان التي تم الحاقه بالجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة.

حرب الخليج:

فی عام ۱۹۹۰م اعتدی العراق علی الدولة الاسلامية دولة الكويت واحتلها وقتل عديدا من المسلمين الابرياء والقی الاف مؤلفة فی السجون حتی ان الجنود العراقية انتهكوا حرمة الكويتيات العفيفات.

الملاحظة:

وفيها نعلم هناك سبعمائة من الكويتين مما فيهم الرجال والنساء والاطفال فی سجون العراق. فبعد ان هجم العراق علی الكويت تجمعت جنوده حول حدود المملكة العربية السعودية وهددت بالهجوم. ففی ذلك الوقت بدأت معظم الجمعيات الدينية الباكستانية تؤيد العراق ويطلقون علی صدام حسين اسم صلاح الدين الايوبی. وجرت هناك مظاهرات لتأييد العراق. ففی ذلك الوقت اعلن رئيس جماعة اهل الحديث فضيلة الشيخ الحافظ عبدالقادر الروبری ان صدام حسين معتد جارح وتظاهر لتأييد المملكة العربية السعودية. اعتنی الشيخ بتنظيم موتمر الحرمين الشريفين. وقد نشرته الجرائد السيارة كلها علی اعلی صفحاتها. وفی ۱۶ فبراير لعام ۱۹۹۱م نظمت المظاهرة الكبيرة فی شارع مال فی لاهور تحت اشراف رئاسته فی تأييد موقف المملكة العربية السعودية ودولة الكويت وهذه المظاهرة اذاعتها الإذاعة السعودية المرئية الی عديد من الايام وذلك بالاضافة الی إلقاء الكلمات فی مؤتمرات واجتماعات كبيرة فی كل من اسلام آباد وبشاور وغيرها من المدن.

مظاهر القبوريين أمام سفارة المملكة العربية السعودية:

فی عام ۱۹۹۰ قام القبوريون بالضجة الكبری قائلين ان السعوديين دمروا ضريح والدة نبينا محمد ﷺ ففی يوم ۱۰ من يونيو تحدی القبوريون بالمناظرة حول هذه القضية فقبل التحدی سكرتير شئون الاعلام لجماعة اهل الحديث فضيلة الشيخ الحافظ عبدالوهاب الروبری وقرر موعد المناظرة ۳۰ يونيو الا ان القبوريين لم يستطيعوا الحضور وهربوا من المناظرة. وفی هذه القضية قام رئيس الشئون السياسية لجماعة اهل الحديث بباكستان عارف عبدالقادر الروبری انعقاد كثير من حوارات صحيفة وتحدی القبوريين واعلن الدفاع عن المملكة العربية السعودية وقال اذالم ينته القبوريون من المظاهرات فسوف تقوم الجماعة بمظاهرة كبيرة ضد القبوريين فتوقفوا من المظاهرات (الجرائد الاصلية محتفظة بها)

الجماعة تشارك فی بعض مواقع الافراح والسرور بالمملكة العربية السعودية وتقوم بموقفها فی كل مكان كما انعقدت الحفل مئوية للمملكة العربية فی لاهور تحت اشراف جماعة اهل الحديث شارك فيها معالی الدكتور عبدالعزيز العمار النائب لوزير شئون الاسلامية بالمملكة كشرف الضيف وشارك ايضاً زعماء الباكستانيين وكذلك اذا تدخلت الحكومة الايرانية فی بعض امور دولة البحرين والمملكة العربية السعودية انعقدت المؤتمرات الصحفية تحت اشراف الجماعة فی مدن شتی علی تحذير الحكومة الايرانية بأن لا تتدخل فی امورهما وغيرهما ولا تخالفهم بل كل واحد تهتم بأمرهم ونحن من حيث الجماعة اهلحديث نتفق فی موقف المملكة العربية السعودية لانها مملكة وحيدة التی تقوم لمصالح المسلمين وطبقت فيها الشريعة الاسلامية.

وعندما يهان الرسول ﷺ فی امريكه واروبا فتقوم الجماعة بمظاهرات ومؤتمرات لحرمة الرسول ﷺ فی مدن شتی. وكذالك تهتم الجماعة بمناسبة اليوم الوطنی للمملكة العربية السعودية حفظه الله بطباعة خاصة فی مجلة تنظيم اهل حديث الاسبوعية فی كل سنة وادعوالله سبحانه وتعالی ان يجعل محبة بيننا وبينكم سبب للنجاة يوم القيامة.

□□□

مملکت سعودی عرب کی حیثیت اور اس کی تاریخی عظمت

حافظ عبدالوہاب روپڑی ..... فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

ہر علاقے کی اپنی انفرادیت ہوتی ہے جس کے سبب وہ دیگر علاقوں سے ممتاز ہوتا ہے، اس پس منظر میں یہ بات واضح ہے کہ مملکت سعودی عرب جغرافیائی خصوصیات، تہذیب وتمدن اور تاریخی حقائق کا حسین امتزاج ہے۔ مملکت سعودی عرب کرۂ ارض کے دیگر علاقوں کے مقابلے میں انفرادی حیثیت کا حامل ہے اس کی تاریخ انسان کی آفرینش سے قبل کے ادوار سے ملتی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کی تعمیر کریں اس وقت سے اس خطہ کو تقدس کا درجہ حاصل ہے، پھر ایک زمانہ گزرا جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک اس سرزمین پر آئے، بعدازاں رسول اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی، کفار کے مظالم کے نتیجے میں بحکم الٰہی رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، رفتہ رفتہ اسلام پھیلنے لگا اور مسلمانوں کی قوت اور شان و شوکت میں اضافہ ہونے لگا، اس کے بعد کئی حکومتیں آئیں کئی دور گزرے یہاں تک کہ اٹھارھویں صدی میں شہزادہ محمد بن سعود نے درعیہ کی امارت سنبھال لی۔ یہ ایک طرح سے سعودی مملکت کے قیام کی کوشش کا نقطہ آغاز تھا اس زمانے میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کی دینی تحریک کی ابتداء ہوئی، آخر میں شاہ عبدالعزیز آئے جنھوں نے اپنے آباؤ اجداد کی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کیا اور سخاوت کے اس درخت کی آبیاری کی جو ان کے بزرگوں نے لگایا تھا تاکہ ان کے بعد ان کی لائق اولاد کے اقدامات کے نتیجے میں مملکت کی انفرادی حیثیت تشکیل پا سکے، جو عہد حاضر کی تاریخی اہمیت عظمت اور درخشاں کامیابی کا مرقع ہو۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب اور امیر محمد بن سعود کے درمیان توحید کی سربلندی کے لیے جو معاہدہ ہوا تھا وہ آج بھی اپنے راستے پر رواں دواں ہے ان دونوں خاندانوں کے درمیان اتحاد کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ دین اسلام کے شعار ایسے ہی نظر آئیں جیسے رسول کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں تھے۔

آل سعود عالم اسلام کی ہر زاویے سے مدد کرنا اپنا فریضہ سمجھتی ہے اس معزز خاندان کا ایک عظیم سپوت اور بطل جلیل آج کے سعودی عرب کا بانی، باطل قوتوں کے سامنے ننگی تلوار، توحید کا پرجوش سپاہی عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود تھا۔ انھوں نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے مملکت سعودی عرب میں اللہ کی حدود کو نافذ کیا کیونکہ اس سے قبل اس خطہ میں قبر پرستی عام تھی، سنت کے مقابلہ میں بدعات کو فروغ دیا جاتا، حاملین سنت کی حوصلہ شکنی اصحاب بدعت کو حکومتی سرپرستی حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ ابراہیم پاشا نے درعیہ میں داخل ہونے کے بعد اسکی دیواروں کو گرانے اور فصیلوں کو مسمار کرنے کا حکم دیا فوج نے یہ حکم سنتے ہی لوٹ مار شروع کردی، اہل علم کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور بڑے بڑے جید علماء کو قتل کردیا گیا۔ صالح بن راشد الحربی، عبداللہ بن صقر الحربی جیسے علمائے کرام کو توپوں کے آگے باندھ کر اڑا دیا گیا، قاضی احمد بن رشید حنبلی کے دانت نکلوا دیے گئے اس طرح تمام جرائم اپنے عروج پر تھے حجاج کرام کو راستہ میں لوٹ لیا جاتا اسا اوقات ان کو قتل کر دیا جاتا یہاں تک کہ کسی کا نہ مال محفوظ تھا نہ عزت اور نہ ہی جان محفوظ تھی، چاروں طرف بدامنی اور قتل وغارت کا بازار گرم تھا اور خاص کر اہل نجد کو حج سے روک دیا جاتا۔ جب شاہ عبدالعزیزؒ نے عنان حکومت سنبھالی تو انھوں نے اسلامی احکام کے نفاذ کے ساتھ لوگوں کو امن مہیا کیا اور حدوداللہ کو نافذ کر کے پوری دنیائے عالم میں اس مملکت کو ایک مثالی خطہ بنایا جو آج امن و سلامتی کا گہوارہ ہے اور پورے عالم اسلام میں ایک ہی ایسی مملکت ہے جس میں اسلام کا نفاذ اور توحید کا بول بالا ہے۔

کتاب وسنت کا احترام اور شاہ عبدالعزیز

سلطنت عثمانیہ میں قتل وغارت اور لوٹ مار کا بازار گرم تھا اس کے ساتھ ساتھ کتاب وسنت سے استہزاء اور بدعات کو فروغ دیا جاتا اور حرم کی جوکہ امت مسلمہ کے لیے وحدت اور یگانگت کی علامت ہے اس میں چار مصلے تھے اور ایک مسلک دوسرے مسلک کی امامت میں نماز تک ادا نہیں کرتا تھا اور اس افتراق کی اصل وجہ کتاب وسنت کا ترک تھا، شاہ عبدالعزیزؒ نے سب سے پہلے ان چار مصلوں کو ختم کرکے امت مسلمہ سے

ایک خطرناک فتنہ کو ختم کیا اور سب کو ایک امام پر جمع کر کے اہل اسلام پر احسان عظیم فرمایا۔

سنت سے لگاؤ

پختہ قبر کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ قبر بنانے سے منع کیا ہے۔ جب شاہ عبدالعزیزؒ نے عنان حکومت سنبھالی اور ایک مملکت کی خالص اسلامی بنیادوں پر تعمیر نو کی تو وہاں پختہ قبریں اور قبے بہت زیادہ تھے اور یہی مقامات شرک کی آماجگاہیں تھیں، موصوف مغفور نے حکم رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے ان تمام قبوں کو گرانے کا حکم دیا جس پر بڑا شور وغل ہوا تو موصوف نے عالم اسلام سے علماء کو بلا کر فرمایا اگر یہ میرا عمل کتاب وسنت کے خلاف ہے تو آپ مجھے کتاب وسنت سے کوئی ایک دلیل دکھا دیں میں ان قبوں کو سونے اور چاندی سے تعمیر کروادوں گا، اگر ایسا نہیں تو پھر مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں میں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر ہی عمل کروں گا لیکن کوئی بھی کتاب وسنت سے پختہ قبور کی تعمیر کے متعلق دلیل پیش نہ کرسکا۔

احترام علماء

کسی بھی معاشرے کی صحیح بنیادوں کی تشکیل میں ہمیشہ علماء کا بنیادی کردار رہا ہے اسی بناء پر شاہ عبدالعزیزؒ علمائے حق کے ساتھ اپنا رابطہ رکھتے اور بعض امور میں ان کی مشاورت لیتے اور علماء کی نصیحتوں پر عمل پیرا ہوتے، اس ضمن میں مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے ایک مکتوب کا اقتباس قارئین کرام کی نظر کرتے ہیں جو انھوں نے سلطان عبدالعزیزؒ کو بطور نصیحت لکھا تھا، حضرت العلام محدث روپڑیؒ رقمطراز ہیں:

اے بادشاہ! ہم چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں شاید خدا ہمیں اور تمہیں ان سے نفع پہنچائے اگر آپ ان پر عمل کریں تو عین مقصد ہے ورنہ ہمارے ذمہ صرف تبلیغ ہے اور ہم اس کا کچھ عوض نہیں چاہتے، ہمارا اجر اللہ رب العالمین پر ہے، اے ہمارے بھائی! اس بات کو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے خدمت بیت الحرام اور حج کا معاملہ تیرے سپرد کیا ہے یہ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دی ہے یہ نہایت خطرناک چیز ہے جس سے سوء عاقبت کا خوف ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دفتر تین ہیں ایک دفتر کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا وہ شرک ہے، دوسرا حقوق العباد ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ بعض بعض سے قصاص لے، تیسرا حقوق اللہ ہیں ان کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا خواہ اس کے بدلے عذاب دے یا معاف کردے، نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص دس انسانوں یا زیادہ کا والی ہو وہ خدا کے ہاں جکڑ کر پیش کیا جائے گا آگے اس کی نیکی اس کو چھڑائے گی یا اس کا گناہ اس کو ہلاک کرے گا۔ یہاں ہم چند امور اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں جن سے بعض کا ہم نے مشاہدہ کیا بادشاہ کو چاہیے ان کا خاص اہتمام کرے۔

(1) بہت معلم اور مطوف دین دار نہیں ان پر کیا اعتماد ہوسکتا ہے کہ وہ سنت کے مطابق حج کرائیں گے حالانکہ بعض کو دیکھا گیا ہے کہ مناسک حج آگے پیچھے کراتے ہیں، طواف زیارت، عرفات میں جانے سے پہلے کرادیا اور صفا ومروہ کے درمیان سعی طواف سے پہلے کرادی اس قسم کی بے احتیاطی بہت ہوتی ہے۔ (2) سگریٹ کثرت سے پیا جاتا ہے خاص کر حدود حرم میں ہم نے اپنے وطن میں سنا تھا کہ جلالۃ الملک نے ممانعت کردی ہے اس سے ہم بڑے خوش ہوئے مگر یہاں آکر اس کے خلاف مشاہدہ کیا۔

(3) آب زمزم مسجد حرام میں فروخت کیا جاتا ہے حالانکہ نبی ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے اور مسجد حرام سب مساجد سے حرمت میں زیادہ ہے تو اس میں بیع کس طرح مباح ہوگی اور اسی قسم سے بیت اللہ میں داخل ہونے پر پیسے لیتا ہے۔

(4) حکومت حجاج سے ٹیکس لیتی ہے یہ شرعی طریق نہیں بلکہ یورپین طریق ہے شرعی طریق زکوٰۃ، عشر جزیہ وغیرہ ہے، حکومت کو چاہیے کہ جیسے حدود شرعی جاری کی ہیں اسی طرح مالیہ بھی قانون شرعی سے وصول کرے مثلاً زنا، چوری وغیرہ کی سزا شریعت کے موافق دی جاتی ہے تو ٹیکس کیوں شرع کے موافق نہیں لیا جاتا؟ شرعی حیثیت سے دونوں برابر ہیں جو مالیہ غیر شرعی طریق سے وصول کیا جاتا ہے وہ خواہ کتنا ہی زیادہ ہو اس میں خیر وبرکت نہیں پس اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے پر حجت قائم نہ کرو اور مخالفوں کے لیے طعن کا دروازہ نہ کھولو، اگر تمھیں تنگی کا ڈر ہے تو خدا غنی کردے گا خدا علیم وحکیم ہے، نبی ﷺ نے فرمایا احکام الٰہی سے ایک حکم قائم کرنا چالیس دن کی بارش (موقع بموقع) سے بہتر ہے، قرآن مجید سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے خدا فرماتا ہے اگر وہ تورات وانجیل اور اس شے کو جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے قائم رکھتے تو اوپر نیچے سے کھاتے، ان سے ایک جماعت کی حالت میانہ ہے اور بہت ان سے برے اعمال کے مرتکب ہیں اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم آسمان وزمین کی برکات ان کے لیے کھول دیتے لیکن انھوں نے جھٹلا دیا پس ہم نے ان کے کسب کے بدلے

ان کو پکڑ لیا۔ اس کے علاوہ بہت سے حجاج خرچ کی کمی کی وجہ سے اس ٹیکس کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس وجہ سے حج سے رہ جاتے ہیں تو وہ گناہ آپ لوگوں کے ذمے پڑتا ہے پھر ٹیکس سے جو کچھ معلمین کو دیا جاتا ہے اس میں حجاج کی رضا نہیں کیونکہ بعض حاجی عالم ہوتے ہیں بعض نے حج کیا ہوا ہوتا ہے ان کو معلم کی ضرورت نہیں ہوتی، کئی اس اجرت کو زیادہ سمجھتے ہیں اس وجہ سے ان کی رضا نہیں پائی جاتی اور قرآن مجید میں ارشاد ہے: اے ایمان والو! آپس میں مال باطل کے ساتھ نہ کھاؤ مگر یہ کہ رضامندی سے تجارت ہو اور اسی قسم سے وہ ہے جو ہم نے سنا ہے کہ حکومت نے مدینہ منورہ پیادہ جانے والوں کو روک دیا اور اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، خاص کر حج کے مہینوں میں اور یہ بالکل قرنطینہ کی طرح ہے جو حجاج کے ساتھ خاص ہے حالانکہ حجاج اور غیر حجاج اس میں برابر ہیں یہ کس قدر حیرت انگیز معاملہ ہے گویا حجاج مجرم ہیں ان کو قرنطینہ کے ساتھ سزا دی جاتی ہے خدا ان کو سمجھ دے

(5) کئی حاجی سعی کے وقت صفا و مروہ پر پیشاب کرتے ہیں، ایام حج میں یہاں پہرہ ہونا چاہیے تاکہ یہ محفوظ رہیں، اسی طرح منیٰ کی مسجد خیف اور عرفات کی مسجد نمرہ اور مسجد مزدلفہ ان جگہوں میں لوگ پیشاب کرتے ہیں اور ان کے گرد و نواح پاخانہ کرتے ہیں اسی طرح جبل رحمت اور مشعر الحرام ان میں بھی بہت گندگی ہوتی ہے حکومت کو چاہیے حج سے چند دن پہلے ان کی حفاظت کرے اور صفائی کرا دے تاکہ حجاج کو تکلیف نہ ہو۔

(6) بیت الحرام اور دیگر مواضع جن کے ساتھ مناسک کا تعلق ہے ان میں یہاں کا باشندہ اور باہر کا باشندہ یکساں ہیں قرآن مجید میں ہے: "یہاں کے رہنے والے اور باہر کے رہنے والے اس میں برابر ہیں جو زیادتی کرے اس کو ہم دردناک سزا چکھائیں گے" اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منیٰ اس شخص کی جگہ ہے جو پہلے پہنچے" لیکن ہم نے اس کے خلاف مشاہدہ کیا ہم عید کے دن جمرہ وسطیٰ کو کنکر مار رہے تھے کہ ایک موٹر آئی اس سے ایک مرد اور دو عورتیں اتریں وہ کنکر مارنا چاہتے تھے ہجوم بہت تھا سپاہیوں نے لوگوں کو مار مار کر ہٹانا شروع کر دیا کئی لوگوں نے فریاد کی مگر سپاہیوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور دھکے مار کر ہٹایا اسی طرح صفا و مروہ کے موقع پر موٹریں آتی ہیں جن سے لوگوں پر تنگی ہوتی ہے۔

(7) منیٰ میں خیمے نصب کرتے وقت کسی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا جاتا اگر کوئی شخص اپنا خیمہ بھول جائے تو پھر اس کو اپنے خیمہ کا رستہ نہیں مل سکتا مناسب ہے کہ خیمے ایک ترتیب سے نصب کیے جائیں اور ان میں گزرنے کے لیے بازار اور رستے ہوں تاکہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔

(8) موٹریں تمہارے پاس بہت ہو گئی ہیں ان کا استعمال صحیح طریق سے نہیں ہوتا ہم نے یہاں تک سنا ہے کہ جب سودا سلف کی ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت بھی موٹر لے جاتے ہیں یہ اسراف ہے اور اللہ تعالیٰ کے مال میں بے جا تصرف ہے پس حکومت کو لائق ہے کہ ان کی حفاظت کرے اور تجارت اور دیگر ضرورت کے علاوہ ان کو استعمال نہ کرے۔

(9) نبی ﷺ نے دیواروں کو کپڑے پہنانے سے منع کیا ہے لیکن قصر معلی میں ضیافت کے دن ہم نے اس کے خلاف مشاہدہ کیا، سیڑھیوں پر نفیس لباس تھا کیا ہی اچھا ہو کہ یہ پیسے لوگوں کی ضروریات میں صرف ہوں کیونکہ تمہارے ملک میں سائلین کی کثرت ہے خاص کر جنگل اور حرم میں اور حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر میں زندہ رہا تو بسر و حمیر میں چرواہے کے پاس اس کا حصہ پہنچے گا اس کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی" اللہ تعالیٰ آپ کو اتباع سلف کی توفیق بخشے اور دین و دنیا میں ان کے قدم بقدم چلائے۔

(10) آپ نے ضیافت کے دن ایک خطبہ دیا اور اس پر ایک مصری نے تعریف کی، لوگوں نے تحسین کے لیے تالیاں بجائیں اور آپ کا خطبہ ذکر اور نصائح پر مشتمل تھا جو عبادت کی قسم سے ہے ان سے دل میں رقت اور نرمی پیدا ہوتی ہے اور تالیاں بجانا اس کی ضد ہے اس سے خشوع و خضوع جاتا رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کفار کی عبادت بیت اللہ کے پاس صرف سیٹی اور تالی بجانا ہے"

(11) جس جہاز میں ہم آئے اس کا نام اکبر ہے اس میں ہر طرح کی تکلیف ہے کھانا بھی ٹھیک نہیں ملتا جگہ کی بہت تنگی ہوتی ہے لیٹرینیں موزوں نہیں غسل خانوں کی قلت ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نماز کے لیے جگہ نہیں ملتی اگر آپ کی کوشش اس میں کچھ مفید ہو سکتی ہے تو ضرور کریں کیونکہ یہ امر حجاج کی زیادہ رغبت کا موجب ہوگا ورنہ آپ پر اس کا کوئی اعتراض نہیں

(12) رسول اللہ ﷺ نے ڈھول سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: "میرے رب نے مجھے گانے بجانے کی اشیاء اور بانسریوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے" اور تم نے حرم کے پاس اس کو شروع کر دیا حالانکہ محمل کے ساتھ مصریوں کا باجا آیا تو تم نے ان سے جنگ کی اب تمہارے لیے یہ کس طرح جائز ہو گیا؟ ایک بات سے دوسرے کو روکنا اور خود کرنا یہ بڑی عار ہے

اے بادشاہ! ہم نے یہ چند باتیں بطور خیر خواہی تجھ پر پیش کی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ تو امام عادل ہے تو نے حدود کو قائم کیا سنت کو زندہ کیا

اور احکام شریعہ کو نافذ کیا اور نبی ﷺ نے فرمایا: "ہمیشہ ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی جو لوگ ان سے دشمنی کریں گے ان پر غالب رہیں گے"

حافظ عبداللہ محدث روپڑی کی خدمت میں سلطانی مکتوب

اب شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا جواب جو انھوں نے محدث روپڑی کی خدمت میں ارسال کیا ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مکرم استاذ ابو احمد عبداللہ امرت سری مدیر جریدہ تنظیم اہلحدیث السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جو کچھ آپ نے بتلایا وہ معلوم ہوا بارہ مسائل سے جن میں دین و دنیا کی اصلاح ہے ہم اس پر عمل کریں گے، ایک مسئلہ جس میں فوج کے ساتھ مزامیر (بانسری) کا ذکر ہے، ہمیں معلوم نہیں کہ فوج کے ساتھ ایک مزمار بھی ہے اور ہم اس کی کبھی اجازت نہیں دے سکتے اگر آپ نے آنکھوں سے دیکھا یا کسی اور کی شہادت ہو تو ہمیں اطلاع دیں ہم فوراً اس کا ازالہ کریں گے۔

(ان شاء اللہ)

ہاں فوج کے ساتھ طبلہ ہوتا ہے اور وہ بھی صرف پریکٹس کے وقت اشارے کیلئے اور ہمارے ملک میں شروع زمانے سے اب تک جاری ہے اور ہمارے نزدیک فوجی شعار ہونے کی حیثیت سے اس میں کوئی حرمت کی وجہ نہیں۔ دوسری بات کہ حجاج سے کوشان نہ لیں جو وہ اعانت کے طور پر یا رسوم کی زکوٰۃ کے طور پر ادا کرتے ہیں، سو آپ جانتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ امر جزئی ہے یعنی وقتی ضرورت کے تحت انتظام کے لیے کیا جاتا ہے جیسے کسی پر ناگہانی کوئی تکلیف آجائے تو اس کی امداد ضروری ہو جاتی ہے لیکن عالم (دنیا) کے نزدیک یہ بڑی شے ہے، بہر حال بیعت جب تم چاہو کر سکتے ہو، ہم ہر وقت تیار ہیں خواہ اس مسئلہ کا ایفا کر دیا نہ کیونکہ محبت دینی خالص ہے ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کا کلمہ ایک کر دے، اتباع کتاب وسنت میں ان کو اپنی مرضیات کی رہبری کرے۔

(دستخط جلالۃ الملک عبدالعزیز بن عبدالرحمن)

شاہ عبدالعزیز کا خطبہ

جب شاہ عبدالعزیز نے عنان حکومت سنبھالی تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا جس کو پڑھ کر ایک قاری بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کتنے متقی اور اپنے دل میں خوف الٰہی رکھنے والے تھے، انہوں نے حاضرین کو سلام مسنون کے بعد فرمایا کہ تم اچھی طرح جان لو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور وہ اپنی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا امام اپنی رعایا پر حاکم ہے اسے اس کے اور رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا تم اچھی طرح جانتے ہو کہ زمین و آسمان بھی عدل سے قائم ہیں کیونکہ عدل حاکم کی بنیاد اور اصل ہے اور حکومت کے ساتھ دین کو تقویت ملتی ہے میں تمہیں اور اپنے آپ کو پوشیدہ اور ظاہری معاملات اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کو نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے اعمال کی قدر ہے میں تمہیں کتاب وسنت کی اقتداء کا حکم دیتا ہوں کیونکہ عدل اور انصاف کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے سے ہی ممکن ہے۔

[موسوعۃ حقوق الانسان فی الاسلام ج6 ص9]

مملکت سعودیہ اور اس کے امتیازات

ویسے تو ہر ملک اور ریاست اپنے کچھ امتیازات رکھتی ہے لیکن کچھ امتیازات ایسے ہیں جو صرف اور صرف حکومت سعودیہ کے ساتھ خاص ہیں ان میں چند ایک یہ ہیں۔ (1) اس کا دستور اور قانون کتاب وسنت کے مطابق ہے اور اس پر سختی سے عمل درآمد کروایا جاتا ہے۔ (2) اس کے تمام معاملات کتاب وسنت کے مطابق حل کیے جاتے ہیں (3) سعودی عرب میں کوئی سینما اور نائٹ کلب نہیں (4) اس میں شرح جرائم بالکل کم اور نہ ہونے کے برابر ہے اور یہ چیز شرعی قوانین کی عظمت پر دلالت کرتی ہے (5) نظام تعلیم ایک ہے اس میں غریب اور امیر کا کوئی فرق نہیں (6) نیکی اور اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی اور برائی کی بیخ کنی کی جاتی ہے (7) حرمین الشریفین کی توسیع اور صحابہ کرامؓ کی خدمت کرنا بھی اسی حکومت کا ورثہ ہے (8) تعلیم کو عام کرنے اور جماعت کو بنانے کے لیے جامعات کا قیام اور پوری دنیا سے حصول تعلیم کے لیے آنے والوں کو سکالرشپ دینا اور انہیں وافر سہولتیں فراہم کرنا (9) اسلام نے جو اقلیتوں کو حقوق دیے ہیں ان کا خاص خیال رکھنا (10) اہل علم کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے علم دوستی کا اظہار کرنا وغیرہ وغیرہ۔

میدان تعلیم اور سعودی عرب

اسلام نے تعلیم وتربیت کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے کیونکہ علم ہی حقیقت میں انسان کو انسان بناتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی لفظ اقراء سے شروع فرما کر تعلیم وتعلم کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے، شاہ عبدالعزیز اور ان کی لائق اولاد شاہ فیصل، شاہ خالد، شاہ فہد اور شاہ عبداللہ نے دوسرے

امور کے ساتھ ساتھ تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور اس غرض سے مختلف جامعات بنائے اور ان کو حصول تعلیم کے جدید اصولوں پر استوار کرتے ہوئے وہاں تمام وہ سہولتیں فراہم کیں جن سے تعلیم بہتر سے بہتر ہو سکتی تھی، یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا سے لوگ یہاں حصول علم کے لیے آتے ہیں۔

قرآن مجید کی طباعت

اسلام دشمن عناصر خاص کر یہود و نصاریٰ نے مختلف اوقات میں قرآن مجید میں تحریف کرنے کی سازشیں تیار کیں تو حکومت سعودیہ نے بروقت شاہ فہد کمپلیکس کا اہتمام کرکے ان ناپاک سازشوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب کروڑوں کی تعداد میں قرآن مجید طبع ہو کر پوری دنیا میں مفت تقسیم ہوتا ہے۔

نظام تعلیم کی بنیاد

سعودی عرب میں تعلیم درج ذیل بنیادوں پر دی جاتی ہے:

(1) ان مثالوں کو سامنے رکھنا جن کو قرآن مجید یا رسول اللہ ﷺ نے ایک بہترین معاشرہ کی تشکیل کے لیے ضروری قرار دیا ہے (2) انسانی تکریم پر اس طرح ایمان لانا جیسے شریعت نے حکم دیا ہے (3) طلبا اور طالبات کی معاشرہ کے اندر معاملات زندگی کے متعلق رہنمائی کرنا (4) لڑکیوں کے لیے بھی تعلیم میں لڑکوں جیسا حق تسلیم کرنا (5) طلب علم اسلامی نقطہ نظر سے ہر فرد پر فرض ہے اس کے لیے ماحول اور سہولیات فراہم کرنا وغیرہ (6) حصول علم کے لیے استعمال ہونے والے تمام جدید اور قدیم آلات اور ذرائع کو استعمال کرکے ان سے استفادہ کرنا (7) دوران تعلیم طلباء کو مختلف تجربات کروا کر ان کی قابلیت کو زیادہ کرنا (8) معاشرہ میں ایک دوسرے کے حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے برداشت کرنا

حرمین الشریفین کی توسیع

حکومت سعودیہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے اعزازت اور امتیازات سے نوازا ہے ان میں سے ان کا بہت بڑا اعزاز وطرۂ امتیاز حرمین شریفین کی توسیع کرنا اور حجاج کرام کے لیے حتی المقدور سہولیات میسر کرنا ہے۔ حقیقت میں حرمین کی توسیع اور ضیوف الرحمن کے لیے سہولتوں کی فراہمی کی کوشش شاہ عبدالعزیز بھی کرتے رہے ان کے بعد ان کی صالح اولاد نے اس کام کو ایسے انداز میں کیا کہ عالم دنیا دیکھتی رہ گئی۔ یہ کام ملک فیصلؒ، ملک خالدؒ کے عہد میں بھی ہوا لیکن ملک فہدؒ اور خادم الحرمین الشریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے اس کو چار چاند لگا دیئے اور حرمین کی توسیع کے ساتھ ساتھ حرمین کو ایئر کنڈیشن کروا دیا۔

حجاج کرام کی سہولت کے لیے مطاف کی منفرد انداز میں توسیع بھی خادم الحرمین الشریفین ملک عبداللہ بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کا کارنامہ ہے یہ ان کی بیت اللہ سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی طرح انھوں نے منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں ضیوف الرحمن کے لیے ہر ممکن سہولت فراہم کرکے تمام اہل اسلام کے دل جیت لیے ہیں۔ خادم الحرمین الشریفین ملک عبداللہ حفظہ اللہ کا حجاج کے لیے بیت اللہ سے منیٰ تک ریل چلانا ایک تاریخی کارنامہ ہے یہی وجہ ہے کہ آج تمام اسلامی ممالک میں ان کو عزت وشرف کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

حکومت سعودیہ اور پاکستان کا تعلق

پاکستان کی مالی معاونت کے لیے تو ان کی تجوریاں کھل جاتی ہیں ایٹمی صلاحیت کے حصول کا معاملہ ہو یا ایف سولہ طیاروں کی خریداری، افغان مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ درپیش ہو یا سیاچن کی جنگ، آسمانی اور زمینی آفات کی ہر مشکل گھڑی میں سعودی حکمران اور عوام دل کھول کر پاکستان کی مدد کرتے ہیں۔ سابقہ زلزلہ کے وقت اقوام عالم سے بڑھ کر حکومت سعودیہ نے امداد کی اور گزشتہ سیلاب کی تباہ کاری کے وقت تمام ممالک سے پہلے سعودی عرب نے دو کروڑ ڈالر کا امدادی سامان پاکستانی عوام کے لیے بھیجا اور سعودی ٹی وی پر عوام سے بھرپور مدد کی اپیل کی۔

خود خادم الحرمین الشریفین نے دو کروڑ ریال، اس وقت کے ولی عہد شہزادہ سلطان بن عبدالعزیزؒ نے ایک کروڑ ریال اور وزیر داخلہ شہزادہ نائف بن عبدالعزیزؒ نے پچاس لاکھ ریال امداد کا اعلان کیا، ادھر سعودی عوام نے بائیس کروڑ ریال امداد اکٹھی کی۔ سعودی حکومت نے فوج کا چاک و چوبند دستہ ہمراہ سامان ضروریہ کے پاکستان بھیجا تاکہ سیلاب میں پھنسے پاکستانی بھائیوں کی مدد کی جا سکے۔

محمد عبدالعزیز ابراہیم الغدیر کی شخصیت

کسی ملک کی دوسرے ملک سے محبت کا اندازہ لگانا ہو تو اس ملک میں دوسرے ملک کے سفیر کی کارگردگی سے لگایا جا سکتا ہے، جب بھی وطن عزیز پر کوئی مشکل وقت آیا تو ہمارے ممدوح محمد عبدالعزیز ابراہیم الغدیر سابق سفیر کو لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے سیلاب اور زلزلہ کے علاقوں میں مجبور لوگوں کے درمیان پایا گیا۔ جیسے 2010 کے سیلاب میں خود امدادی سامان لے کر پاکستان کے مختلف علاقوں میں پہنچے اور اپنی نگرانی میں سامان تقسیم کروایا تھا۔ اسی طرح عیدالفطر کے دن بھی وہ ٹھٹھہ (سندھ) کے ایک

امدادی کیمپ میں موجود تھے، اس سے بڑھ کر خدمت خلق کا کیا جذبہ ہوسکتا ہے کہ انسان دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے اپنی خوشیاں بھی قربان کردے۔ یہ واقعہ موصوف کے دل میں خوف الٰہی ہونے کی بین دلیل ہے۔ کسی ملک کے سفیر کا اس طرح ہونا درحقیقت اس ملک کے حکمران کے بہترین انسان ہونے کی دلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور نے متاثرین سیلاب کے ساتھ آپ کی بے پناہ محبت اور خدمت کی وجہ سے موصوف کو پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری دے دی۔

پاکستان کے ساتھ ان کے قلبی وروحانی لگاؤ کا منہ بولتا ثبوت ہے ان کے یہ تاریخی الفاظ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہیں: "پاکستانی عوام کو ہمارا شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ پاکستان ہمارا ہی تو وطن ہے اپنے وطن کی خدمت کرنا فرض ہوتا ہے اس لیے فرض کی ادائیگی پر شکریہ ادا نہیں کیا جاتا۔" اسی طرح موصوف پر اللہ تعالیٰ نے خاص رحمت کرتے ہوئے انہیں ایک باکردار، باصلاحیت اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے اور خدمت خلق کو عبادت الٰہی جان کر سرانجام دینے والی ٹیم عطا فرمائی ہے۔

ابراهيم البدر العتيبي

محترم المقام موصوف سفارتخانہ میں مذہبی ونگ کے انچارج ہیں اور یہ بہت ہی ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔ موصوف کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ بیت اللہ کی تولیت بھی انہی کے خاندان کے پاس ہے۔ موصوف کو اپنے کام سے انتہائی لگن ہے، اسی بنا پر تمام مذہبی حلقے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ موصوف وطن عزیز کے مختلف شہروں منعقد ہونے والی بین المذاہب کانفرنسوں میں شرکت فرماتے اور بین المذاہب مکالمہ پر زور دیتے ہوئے خادم الحرمین الشریفین کے موقف کو احسن انداز میں پیش کرتے تھے۔ جیسا کہ P.C ہوٹل لاہور میں منعقد ہونے والی بین المذاہب کانفرنس میں راقم الحروف کو بھی شرکت کا موقع ملا تو موصوف نے خادم الحرمین الشریفین کے موقف کی بھرپور تائید کرتے ہوئے کہا کہ بین المذاہب مکالمہ قیام امن کا بہترین ذریعہ ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ خادم الحرمین الشریفین نے بین المذاہب مکالمہ کرا کے اسلامی تشخص پر لگنے والے تمام دھبوں کو مٹاتے ہوئے اسلام کے واحد لیڈر کی حیثیت سے اپنا لوہا منوایا ہے۔

الشيخ سعد الدوسري

موصوف مکتب الدعوۃ کے مدیر اور نہایت صالح اور متدین انسان ہیں، ان کی مہمان نوازی اور منکسر المزاجی اپنی مثال آپ ہے۔ موصوف اہل علم کے ساتھ محبت کرنے اور ان کی عزت وتکریم کو اپنا فرض منصبی قرار دیتے ہیں ان سے ملاقات کے وقت انسان ان کے آفس میں خود کو میزبان تصور کرتا ہے۔ کسی حکمران کے اچھا اور عامۃ الناس کا خیر خواہ ہونے کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ اس کے عامل لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: خير الناس من ينفع الناس. بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کے لیے فائدہ مند ہو۔

علي سعيد عواض العسيري

ہمارے ممدوح اور ناصر علی سعید عواض العسیری حفظہ اللہ پہلے بھی کافی عرصہ پاکستان میں خادم الحرمین کی نیابت کرچکے ہیں وہ انتہائی محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ ہر دلعزیز اور اہل اسلام کے ساتھ بے حد شفقت کرنے، حالات پر گہری نظر رکھنے والے اور ہر نئے آنے والے نشیب وفراز کا بخوبی احسن انداز سے جائزہ لینے والے تھے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس دور کو پہلے دور سے زیادہ سنہری بنا کر خادم الحرمین الشریفین کے پیغام محبت کو عام کریں گے۔

عبده عتين

رابطہ عالم اسلامی کے ڈائریکٹر جنرل جناب عبدہ عتین کا ذکر نہ کرنا زیادتی تصور کرتا ہوں، موصوف دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم سے بھی باخبر ہیں اور کئی سالوں سے یہ اپنی ذمہ داریاں احسن انداز سے سرانجام دے رہے ہیں۔ موصوف منکسر المزاجی اور مہمان نوازی میں بڑے معروف ہیں۔

آصف صديقي

میرے محسن دوست موصوف جو کہ سفیر صاحب کے سیکرٹری ہیں موصوف بڑے خوش اخلاق اور دھیمے مزاج کے حامل اور باصلاحیت شخصیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ محب وطن بھی ہیں اور موصوف دوستوں کے قدردان اور مخالفین سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اپنے کام کو دلچسپی سے سرانجام دینے اور اس میں کوتاہی کو خیانت تصور کرنے والے ہیں۔ ان اوصاف نے موصوف کو ہر دلعزیز بنا دیا ہے۔ اس لیے میں اپنے ممدوح کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کا حامی وناصر ہو اور انکو دنیا وآخرت میں مزید عزت سے نوازے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ موصوف سفیر صاحب اور اس کی ٹیم کی ساری جمیلہ کو قبول فرمائے اور ان کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ آمین

□□□

آلِ سعود کی دینی خدمات اور ذمہ داریاں

عطا محمد جنجوعہ

ظہور قدسی سے قبل کائنات ارضی کو جہالت کی تاریکی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ سیاسی افراتفری، لاقانونیت اور مذہب سے بے گانگی عام تھی۔ روم کے حکمران سخت گیر، خواہش نفس کے پجاری اور لذت کے حریص تھے اس لیے عوام اپنا پیٹ پالنے اور سرکاری ٹیکس ادا کرنے کے لیے دن رات مشقت میں رہتے تھے، جب تھک جاتے تو تسکین کے لیے مذہب و اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہو کر نشہ آور اشیاء استعمال کر کے حیوانی لذتوں پر آنکھیں بند کر کے گر جاتے تھے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں: مسیحیت چوتھی صدی میں معجون مرکب بن کر رہ گئی تھی، جس میں یونانی خرافات، رومی بت پرستی، مصری افلاطونیت اور رہبانیت کے اجزاء شامل تھے۔ حضرت مسیح کی سادہ تعلیمات کا عنصر اس مجموعہ میں اس طرح گم ہوا کہ جیسے ایک قطرے کا وجود سمندر میں گم ہو جاتا ہے۔ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم سے روگردانی کرلی اور بے رحمی، بدمعاملگی، دغابازی، نفاق، سنگ دلی، خود غرضی اور حرام خوری کو اپنا وطیرہ بنالیا۔

ایرانی آتش پرست تھے چونکہ آگ ہدایت وراہنمائی کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اس لیے مجوسیوں کا مذہب چند مراسم وروایات کا نام رہ گیا تھا اور وہ عبادت گاہوں سے باہر انفرادی واجتماعی امور میں بالکل آزاد تھے۔ ایران میں رشتہ ازدواج کے بارے میں کوئی قانون نہ تھا۔ مزدک کی تحریک سے پورا ایران جنسی انارکی اور شہوانی بحران میں ڈوب گیا بھارت کے ہندو بت پرست تھے، ان کے معبودوں کی تعداد ان گنت تھی۔ عقل کے اندھے ایسے تھے کہ برہنہ بتوں کی پوجا کرتے تھے معاشرتی طور پر لوگ طبقاتی تقسیم میں الجھے ہوئے تھے۔ مغربی یورپ میں یکجہتی اور نظام کے کوئی آثار نہ تھے۔ تباہی، ویرانی اور طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔

ان حالات میں بنی نوع انسان رہبر کامل ﷺ کے لیے پیاسی تھی جو ان کو وحی الٰہی کا بھولا ہوا سبق یاد دلائے، انسانوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی عبادت کا درس دے، نسلی ولسانی تفاوت کو مٹا کر ایک صف میں کھڑا کر دے، سماجی ومعاشی برائیوں کا قلع قمع کر کے سیاسی استحکام، معاشی خوشحالی اور معاشرتی انصاف کا بول بالا کر دے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی حالت پر ترس آیا۔ ابراہیم خلیل اللہ کی دعا کی قبولیت کا وقت آ پہنچا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔

خالق ارض وسماء نے امام کائنات ﷺ کے لیے صحرائے عرب کو منتخب فرمایا۔ جو زرخیزی وشادابی کے لحاظ سے دنیا کا پسماندہ علاقہ تھا۔ اس دور میں جو برائیاں عربوں میں تھیں۔ وہ دنیا کے کسی علاقہ میں نہ تھیں، انھوں نے بیت اللہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے، شراب ان کی گھٹی میں تھی، جوے کے عادی تھے، اونٹوں کے پانی پلانے پر لڑائی شروع ہو جاتی تو کئی نسلوں تک جاری رہتی، کسی کو داماد بنانا باعث عار سمجھتے تھے، اس لیے وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ صحرائی باشندے ہونے کی وجہ سے عرب فطری جنگجو تھے جنگ کرنا اور خون بہانا ان کی تفریح کا سامان بن گیا تھا، جنگ نہ ہوتی تو وہ دعا کرتے مجھے اپنے گھوڑے اور تلوار کے جوہر دکھانے کا موقع ملے۔

سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں: عرب قوم اپنی حد سے بڑھی ہوئی پسماندگی اور اخلاقی پستی کی وجہ سے ضرور اس کی مستحق تھی کہ آپ کی مہم وہیں سے شروع ہو اور کار نبوت کا افتتاح بھی اسی قوم سے ہو، اُم القریٰ (مرکز عالم مکہ) اور جزیرہ نمائے عرب اپنے جغرافیائی جائے وقوع سیاسی آزادی کی وجہ سے آپ کی جدوجہد کے لیے بہترین مرکز تھے اور عربی قوم اپنی نفسیاتی خصوصیات اور اخلاقی امتیازات کی وجہ سے آپ کے پیغام کی بہترین سفیر اور آپ کی دعوت کی موزوں ترین قاصد بن سکتی تھی۔ اللہ

ذوالجلال نے امام کائنات ﷺ کو بے آب وگیاہ دھرتی میں اس لیے مبعوث فرمایا۔

عرب دور جہالت میں بھی اپنی بعض فطری صلاحیتوں اور بعض عادات واخلاق میں تمام دنیا میں ممتاز تھے فصاحت وبلاغت اور قادر الکلامی میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ آزادی وخودداری ان کو جان سے زیادہ عزیز تھی شہسواری وشجاعت میں وہ بے بدل تھے عقیدہ کے پرجوش، صاف گو اور جری، حافظہ کے قوی، مساوات، بے تکلفی اور جفاکشی کے عادی، ارادہ کے پکے، زبان کے سچے، وفاداری اور امانت داری میں ضرب المثل تھے۔ جب امام الانبیاء ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر توحید کا پرچم بلند کیا تو قریش مکہ آپ کی جان کے دشمن بن گئے مکہ کی گلیوں میں آپ کو جادوگر کہہ کر رسوا کیا گیا۔ آپ پر کوڑا کرکٹ پھینکا گیا، آپ کو تین سال تک بھوک پیاس کی شدت برداشت کرنا پڑی۔ طائف کی وادی میں آپ کے جسم اطہر کو لہولہان کیا گیا۔

آپ کی دعوت پر عربوں میں جو ایمان لائے ان کو اس جرم کی پاداش میں دہکتے ہوئے انگاروں پر اور تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا، پتھروں کی بارش سے جسم چھلنی چھلنی کیا گیا، ٹانگوں کو اونٹوں سے باندھ کر ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا لیکن ان کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔ انھوں نے اپنے عزیز واقارب اور مال ومتاع چھوڑ کر ہجرت کرنا گوارا کر لی لیکن اسلام کا دامن نہیں چھوڑا۔

اہل مدینہ نے ستم رسیدہ قافلے کا والہانہ استقبال کیا، مال ودولت اور عزت وآبرو میں ان کو بھائی کا درجہ دیا۔ صہیب رومی، سلمان فارسی، بلال حبشی کو سینے سے لگالیا، عربوں میں نسلی تفاخر دفن ہوگیا۔ اسلام کے رشتے سے عربی وعجمی کا تصور مٹ گیا، جب کفار مکہ نے اسلام کی پونجی کو ختم کرنے کے لیے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تو انصار نے مہاجرین کے ساتھ مل کر اسلام کی سربلندی کے لیے تن من دھن قربان کردیا تو دشمن کے حوصلے پست ہوگئے اور عرب کی دھرتی امن وآشتی کے گلشن میں تبدیل ہوگئی۔ آپ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ کر زندگی کے تمام شعبوں میں احکام الٰہی کو نافذ کیا خلفائے راشدین نے اپنے دور خلافت میں سنت مصطفی کا دامن نہیں چھوڑا تو نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی کے مصداق ٹھہرے اور قیصر وکسریٰ کے خزانوں کے مالک بن گئے، مدائن کے کتنے شہروں کے پہریدار بن گئے، دریا اور جنگل کے درندے مطیع بن گئے۔

دور جہالت میں قریش قبیلہ کی سپہ سالاری بنوامیہ کے ذمہ تھی۔ جب ان کا دور خلافت آیا تو عربوں نے اسلام کی سربلندی کیلئے اپنی خداداد وفطری صلاحیتوں کے جوہر دکھائے اگر مخالفین اسلام قبول کر لیتے تو ان کو سینے سے لگالیتے اگر انکار کرتے تو جزیہ کا مطالبہ کرتے، بصورت دیگر جنگ کرکے ان کا جینا اتنی دیر تک حرام کردیتے جب تک وہ صلح پر مجبور نہ ہو جاتے۔

بنوامیہ کے دور میں مسلمان عسکری لحاظ سے اتنے قوی تھے کہ سندھ میں محکوم بدھ مت اور سپین میں مظلوم عیسائی عوام کے لیے رحمت کا فرشتہ ثابت ہوئے۔ اسلامی سلطنت کی سرحدیں سندھ، ترکستان، سپین اور افریقہ تک پھیل گئیں، چین کو بھی باجگزار ہونا پڑا، بنوہاشم کعبہ کے متولی تھے عبداللہ بن عباس مفسر قرآن تھے، ان کے دور حکومت میں علوم وفنون کو بے پناہ ترقی ہوئی جس نے یورپ کے وحشیوں کو تہذیب وتمدن سے آشنا کیا امت مسلمہ میں کئی اقوام اور نسلیں شامل تھیں اسلام ہی ان کے درمیان رشتہ اخوت تھا۔ جب تک یہ رشتہ مضبوط رہا خلافت مستحکم رہی لیکن رفتہ رفتہ جہاد اور اجتہاد کا فقدان ہوگیا نااہل لوگ انتظامیہ پر قابض ہوئے تو قبائلی تعصب ابھر آیا۔ مذہبی اختلافات نے اسلامی رشتے کو کمزور کردیا۔ جس سے ملت اسلامیہ انتشار کا شکار ہوگئی، ابن علقمی وزیر کی دعوت اور نصیرالدین طوسی کی ہمت افزائی پر ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کرکے عربوں کی قیادت کا خاتمہ کردیا۔

بارھویں صدی ہجری میں نجد اور گردونواح کا علاقہ ضلالت وگمراہی کا مرکز بنا ہوا تھا دور جہالت کی تمام اقتصادی واخلاقی برائیوں کی آماجگاہ تھا۔ شرک وبدعت کا طوفان بدتمیزی برپا تھا، مذہبی اقدار کو پاؤں تلے روندا جارہا تھا۔ دنیاوی معاملات میں اسلامی تعلیمات کی جھلک تک نظر نہ آتی تھی۔ شہریوں کی عزت، جان ومال چوروچکوں سے محفوظ نہ تھی۔ شیرخوار بچوں کو اغوا کرکے غلامی کا طوق پہنا دیا جاتا تھا۔

عرب کے ریگستانوں میں قریش اور دوسرے قبائل ٹولیاں بنا کر بیٹھے ان میں سیاسی وحدت ناپید ہوچکی تھی جو عالم دین انھیں امر بالمعروف

نہی عن المنکر کا درس دیتا اس کو قتل کر دیا جاتا، ان سنگین حالات میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ نے توحید وسنت کی شمع روشن کی اور ان ظالموں کے خلاف حق وصداقت کا نعرہ بلند کیا اس جرم میں ان کو اذیتیں دی گئیں اور قتل کی سازش کی گئی اور ہجرت پر مجبور کیا گیا مگر وہ ثابت قدم رہے اور درعیہ میں شیخ عبداللہ بن سولیم کے ہاں قیام پذیر ہوئے

اس دور میں والی درعیہ محمد بن سعود مذہب وسیاست میں بیک وقت لیڈر تسلیم کیا جاتا تھا وہ دعوت حق کے میدان میں سرگرم تھا۔ جب انھیں شیخ الاسلام کی تشریف آوری کا علم ہوا تو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلطان محمد نے شیخ الاسلام کو پیشکش کی کہ آپ ان کے علاقہ میں اسلامی قانون نافذ کریں تب ان کے درمیان معاہدہ ہوا۔

اگرچہ نظام حکومت امیر ابن سعود کے ہاتھ میں تھا تاہم شیخ کے مشورہ کے مطابق امور حکومت انجام پاتے تھے، وہ عوام کے تنازعات کا فیصلہ فرماتے اور آپ سیاسی معاملات ومعاہدات کے نگران بھی تھے۔ ابن سعود اپنے دور حکومت میں کوئی فیصلہ شیخ الاسلام کے مشورے کے بغیر سرانجام نہ دیتے تھے۔ ان دونوں شخصیات کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا کہ دین اسلام کی بنیاد پر ایک اسلامی ریاست معرض وجود میں آئی جو شرک وبدعت اور توہم پرستی سے پاک ہوگئی۔

سلطان عبدالعزیز نے دینی تعلیم شیخ الاسلام سے حاصل کی تھی والد کی وفات کے بعد وہ حکومت کے منصب پر فائز ہوئے تو شیخ الاسلام حکومت کے جملہ امور میں ان کے معاون ومشیر رہے۔ وہ پہلے کی طرح تین اصولوں پر کاربند تھے (1) ایمان باللہ کی دعوت کو عام کرنا اور تمام عبادات کا مستحق صرف اللہ کی ذات کو سمجھنا (2) امر بالمعروف کا سلسلہ جاری رکھنا (3) فواحش ومنکرات سے روکنے کی مساعی کو عمل میں لانا۔

شاہ عبدالعزیز نے ہمت وشجاعت سے کام لے کر 8 جنوری 1926ء میں نجد، حجاز اور اس کے ملحقہ علاقوں پر کنٹرول کرلیا اور اس خطہ کو سعودی عرب کا نام دیا۔ دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ 1926ء میں اسلامیان عالم کی موتمر شاہ عبدالعزیز کی دعوت پر مکہ معظمہ میں منعقد ہوئی یہ اقصائے عالم میں پھیلے ہوئے بعید وقریب کے مسلمانوں کے سر جوڑ کر مل بیٹھنے کی پہلی سعی عظیم تھی۔ یہ اجلاس ان تمام کانفرنسوں کی بسم اللہ تھی جو بعد میں انعقاد پذیر ہوئیں اور موتمر عالم اسلامی براہ راست وبالواسطہ اسکی جانشین ہے۔

آل سعود نے زندگی کے تمام شعبوں میں کتاب وسنت کا قانون نافذ کیا، عدالتوں میں شرعی حدود وقیود جاری کیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تیل کی دولت سے نوازا، سعودی عرب سے نکلنے والا تیل دنیا میں تیل کے معلوم شدہ ذخیروں کا ایک چوتھائی ہے۔ نومبر 1953ء کو سعود بن عبدالعزیز حکمران بنے تو ان کے دور میں شاہ فیصل انتظامی صلاحیتوں کی وجہ سے بااختیار تھے۔ انھوں نے اپنے ملک کو مالی بحران سے نکالا تو وہ زیادہ مقبول ہو گئے۔ پھر 2 نومبر 1964ء کو سعود بن عبدالعزیز اپنے بھائی شاہ فیصل کے حق میں دست بردار ہوگیا۔ شاہ فیصل نے اپنے دور حکومت میں سعودی عرب کو بڑی طاقتوں کی سرد جنگ سے محفوظ رکھا۔ ان ممالک کے ساتھ مل کر کسی قسم کے دفاعی معاہدے میں شرکت نہ کی۔ البتہ ان کے ساتھ تجارتی ترقیاتی معاہدے ہوئے۔

1967ء میں اسرائیل نے مغربی اسلحہ کے بل بوتے پر مصر، شام اور اردن کے خلاف اعلان جنگ کر کے کافی علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ شاہ فیصل نے سامراجی قوتوں کی پرواہ کیے بغیر اسرائیل کی مذمت کی۔ ان ہی دنوں علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ شاہ فیصل شہید سے اپنی ملاقات کے تاثرات بیان کرتے ہیں۔ قبلہ اول کے مسلمانوں کے ہاتھ سے چھن جانے پر موصوف رنج والم کی تصویر بنے ہوئے تھے اور بار بار مسلمانوں کی اس پستی اور زوال پر اظہار افسوس کرتے تھے۔

انھی دنوں انھوں نے اپنا مشہور عالمی خطبہ دیا کہ جب تک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہوتے اور جہاد کو اپنا مطمع نظر اور مقصد حیات نہیں بناتے تب تک وہ کائنات میں سربلند نہیں ہو سکتے اور پھر اسکے ساتھ ہی انھوں نے اپنے خزانوں کے منہ ان تمام لوگوں کے لیے کھول دیے جنھیں اس جنگ میں کسی بھی قسم کا نقصان پہنچا تھا اور اس سلسلہ میں اپنا سارا مال، اپنی ساری دولت اور اپنے ملک کے سارے وسائل مصر وشام کی ان حکومتوں کے تصرف میں دے دیے جو کل تک انھیں قتل کرانے کے منصوبے اور انھیں تخت وتاج سے محروم کرنے کی سازشیں کرتی رہی تھیں اور یہیں سے شاہ فیصل کی عظمت اور ان کی قیادت وزعامت کا دور شروع ہوا۔

یہودیوں نے 1969ء میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کی کوشش کی اور اس کا ایک حصہ مسمار کردیا تو شاہ فیصل نے وقت کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے عالم اسلام کے اتحاد کے لیے اپنی کوششیں تیز کردیں اور مراکش کے شاہ حسن کے ساتھ مل کر مسلم سربراہوں کو اکٹھے مل بیٹھنے کی دعوت دی اور رباط میں مسلم ممالک کی پہلی سربراہی کانفرنس (O.I.C) منعقد ہوئی، عربوں کا قوم پرستی کے خول سے نکل کر دیگر مسلم ممالک سے بھی رابطہ شروع ہوا، شاہ فیصل عرب اور اسلامی دنیا کی موثر ترین شخصیت کے طور پر ابھرے۔

1973ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران آپ نے عربوں کی مزید مکمل کر حمایت کی جس کے نتیجہ میں عرب ممالک اپنے کچھ علاقے واپس لینے میں کامیاب ہوگئے۔ شاہ فیصل نے 1974ء میں دوسری سربراہی کانفرنس کا انتظام پاکستان میں کیا جس میں آپ نے دیگر تیل فراہم کرنے والے ممالک کے ساتھ مل کر ان ممالک کو تیل کی سپلائی بند کردی جو اسرائیل کی مدد کر رہے تھے اور امریکہ کو واشگاف الفاظ میں دھمکی دی، امریکہ پٹرول سے نفع کی صورت میں ہر سال 18 ہزار ملین ڈالر حاصل کر رہا ہے۔ امریکہ سمجھ گیا کہ عرب تعلقات ختم ہوجانے سے نہ صرف اس نفع کا ضیاع ہوگا۔

بلکہ امریکی اقتصادیات کے لیے ایک خطرہ یہ بھی تھا کہ امریکی خزانہ کو جو 2500 ملین ڈالر عرب ممالک کو فروخت کرتا ہے اس سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں گے، اس سے امریکہ و یورپی اقوام پر گہرا اثر پڑا اور جلد ہی جنگ بند ہوگئی۔ تیل کا ہتھیار استعمال کرنے سے شاہ فیصل کی شخصیت مزید مقبول ہوگئی اس وقت یوگنڈا کے صدر عدی امین نے اپنے انٹرویو میں شاہ فیصل کو ملت اسلامیہ کا خلیفہ بنانے کا ارادہ ظاہر کیا تا کہ امت مسلمہ کا ایک قائد ہو۔

شاہ فیصل کی مقبولیت یہود و نصاریٰ کے ناپاک عزائم کی راہ میں حائل دیوار ثابت ہوئی تو انھوں نے پلان بنا کر 25 مارچ 1975 کو آپ کو شہید کروادیا، آپ کی شہادت سے خلافت اسلامیہ کا قیام ادھورا ہو کر رہ گیا اکثر مسلم ممالک میں سیکولر نظام رائج ہے اسلام نماز روزہ تک محدود ہو کر رہ گیا۔ سیاسی معدالتی اور اقتصادی معاملات میں اسلامی قانون کو پس پشت ڈال دیا گیا، جمہوری ممالک میں شرعی قانون کا نفاذ پارلیمنٹ کا مرہون منت ہے۔

بالفرض کسی ملک نے اسلامی اصطلاحات کا اعلان کیا تو اس پر عمل درآمد نہ کر کے مضحکہ خیز بنادیا تو کسی نے انقلاب کا نعرہ لگا کر حکومت حاصل کرلی تو اس نے فتح مکہ کے اسوۂ حسنہ سے روگردانی کر کے انتقامی کاروائیاں شروع کردیں اور مغربی حکمرانوں کو اپنی عوام میں بڑھتی ہوئی دلچسپی زائل کرنے کے لیے موثر ہتھیار فراہم کردیا کہ اسلام دہشت گردوں کا مذہب ہے چنانچہ اسلامی دنیا میں مسلم تنظیمیں امر بالمعروف کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں اللہ اکبر کی صداؤں سے مسجدیں گونج رہی ہیں، دینی مدارس سے **قال اللہ وقال الرسول** کے پھول مہک رہے ہیں، مختلف زبانوں میں دینی علم منتقل ہو کر اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے، دیار غیر میں اسلامی سنٹروں میں نو مسلموں کے تعلیم و تربیت کا اہتمام ہو رہا ہے۔

الحمدللہ ان مسلم تنظیموں کی مساعی جمیلہ سے غیر مسلموں میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے لیکن یہ تمام خدمت دین پرائیویٹ سطح پر ہو رہی ہے جس میں کسی حکومت کی دلچسپی یا تعاون کو عمل دخل نہیں سوائے سعودی حکومت کے۔ دیگر ممالک کی نسبت سعودی عرب میں شرعی قانون کی بالادستی ہے اور حکومت کی سرپرستی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا محکمہ قائم ہے جو نہ صرف اندرون ملک اسلام پر سختی سے عمل درآمد کرانے کی ذمہ داری پوری کر رہا ہے بلکہ دنیا بھر میں حتی المقدور اسلام کی اشاعت کر رہا ہے سعودی عرب میں توحید و سنت کا پرچم بلند ہے شرک کا ارتکاب کرنے اور بدعت اختراع کرنے کی کسی کو اجازت نہیں۔

اذان ہوتے ہی بازار بند ہوجاتے ہیں، کاروبار ٹھپ ہوجاتے ہیں، تمام لوگ مسجد میں جا کر اللہ کے دربار میں سجدہ ریز ہوتے ہیں، وقفہ نماز کے دوران بازار میں کڑی نگرانی کی جاتی ہے، رمضان المبارک میں دن کے اوقات میں سرکاری و غیر سرکاری اداروں کو چھٹی ہوتی ہے، رمضان میں کسی کو بے حرمتی کرنے کی جرأت نہیں مسجد حرام اور مسجد نبوی کو حجاج کرام کے لیے صاف ستھرا رکھا جاتا ہے، مسلمانوں کی سہولت کے لیے ان کو کشادہ کیا گیا ہے۔

مسجد حرام کی توسیع پر گزشتہ دس سالوں میں بیس ارب ڈالر خرچ

ہوئے ہیں جس میں پندرہ لاکھ نمازی بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ سعودی عرب کی عدالتوں میں مفت اور فوری انصاف ملتا ہے، عدالتوں میں اسلامی قانون کے ماہرین جج مقرر ہیں جو قرآن وسنت کی روشنی میں شرعی حدود و قیود نافذ کرتے ہیں قانون کی نظر میں سب سے یکساں سلوک کیا جاتا ہے جاہ و مرتبہ کی بنا پر کسی سے رعایت نہیں برتی جاتی۔ اس لیے جرائم کی شرح دوسروں کی نسبت کم ہے شرعی قانون کے نفاذ سے سعودی شہریوں کی عزت جان اور مال محفوظ ہے جو پوری دنیا کے لیے قابل رشک ہے۔

اسلامی علوم کی ابتداء سے لے کر انتہا تک مفت تعلیم کا انتظام ہے جہاں دنیا بھر کے مسلمان طلباء علم حاصل کرتے ہیں اور حکومت ان کو وظائف بھی دیتی ہے، اقلیتی ممالک کے مسلمانوں کو مفت حج اور دینی تعلیم کے لیے مخصوص کوٹا رکھا جاتا ہے، سعودی حکومت قرآن حکیم کے چار کروڑ نسخے مفت تقسیم کرچکی ہے، اسکے علاوہ تفسیر، حدیث اور سیرت کی مستند کتب کی مفت تقسیم کا انتظام کرچکا ہے، غیر مسلم ممالک میں خصوصا مساجد ومدارس کی تعمیر پر ائمہ کرام اور مدرسین کی تنخواہیں سعودی حکومت ادا کرتی ہے۔

سعودی عرب میں اسلام کا مالیاتی نظام نافذ ہے جہاں شرعی واجبات وصول کیے جاتے ہیں اور غیر شرعی ٹیکس لاگو نہیں سود سے پاک اسلامی معیشت نافذ ہے بیت المال قائم ہے جس سے عمال کو تنخواہیں اور مستحق لوگوں کو وظائف دیے جاتے ہیں، اسلامی دنیا میں جہاں بھی آسمانی آفات نازل ہوئیں یا مسلم اقلیتیں کفار کی ایذا رسانی کا شکار ہوئیں تو سعودی عرب نے نہ صرف اخلاقی وسفارتی امداد کی بلکہ اپنے خزانوں کے منہ ان پر کھول دیے افغانستان اور بوسنیا کے مسلم مجاہدینؒ کی مالی اعانت اسکا واضح ثبوت ہے

شاہ عبدالعزیز بن سعود نے موتمر عالم اسلامی کی بنیاد رکھی جس کے اجلاس میں دنیا بھر کے علماء ودانش ور شریک ہوئے عالم اسلام کو باہم مربوط بنانے میں اس کا بنیادی کردار ہے موتمر کی تدریجی ترقی کا ثمر رابطہ عالم اسلامی اور اسلامی سربراہی کانفرنس کا قیام ہے او آئی سی کو منظم وفعال بنانے کے جرم میں شاہ فیصل بن عبدالعزیز نے اپنی جان کا نذرانہ تک پیش کردیا

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

امام ابوالحسن علی الماوردی نے خلیفہ کے دس فرائض تحریر کیے ہیں اگر ان کو معیار بنا کر تجزیہ کیا جائے تو سعودی حکومت آٹھ امور پر پورا اترتی ہے جبکہ دو امور ادھورے ہیں (1) غیر ملکی دست درازی سے ملک کو محفوظ رکھے تاکہ مسلمانوں اور ذمیوں کی جان ومال محفوظ رہیں (2) اللہ کے دین کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے اسلام کی دعوت دے اور نہ ماننے والوں سے جہاد کرے، تاکہ اسلام کے دشمن یا تو اسلام قبول کرلیں یا ذمی بن جائیں۔

سعودی حکومت ان مذکورہ امور سے عہدہ براہ ہونے کی صلاحیت سے محروم کیوں ہوگئی شاہ فیصل نے امریکہ کو اسرائیل کی حمایت کی وجہ سے تیل کی سپلائی روک دینے کی دھمکی دی ان کی شہادت کے بعد امریکہ نے مشرق وسطی کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے لیے خلیجی جنگ کا ڈرامہ رچایا جس میں اس عراق کی بچی کھچی ایٹمی قوت کو ختم کردیا۔ دوسری طرف کویت اور سعودی عرب میں اپنی فوجیں داخل کرکے پرانے اسلحہ کی قیمت اور فوجیوں کی تنخواہ کی آڑ میں سعودی عرب کو کنگال کردیا اور امریکہ نے اپنے اقتصادی بحران کو سہارا دے لیا اہل مغرب کے مکاروں نے صلیبی جنگوں کے تجربے کے بعد مسلم دنیا خصوصا ترکوں اور عربوں کا سر کچلنے کی بجائے دل بدلنے کی پالیسی اپنائی۔

میڈیا وارکی وجہ سے ان میں مغربی تہذیب وتمدن سرایت کرگئی اور انھوں نے اعلی بود وباش کو ترقی کا معیار سمجھ لیا۔ یورپ وامریکہ کی تجارتی و تعمیراتی کمپنیوں نے زرمبادلہ بھی کمایا اور ان کو تن آسان بنا کر فنی وعسکری صلاحیتوں سے محروم کردیا اور فوجی قوت میں اضافہ کرنے سے غافل کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ فیصل کی شہادت کے بعد سعودی عرب دفاعی لحاظ سے اتنا کمزور ہوگیا کہ اسے اپنے تحفظ کے لیے نصاریٰ سے فوج طلب کرنا پڑی۔

ایک مسلم ممالک میں توہین رسالت کے جرم میں عیسائی گرفتار کیا گیا تو مغربی ذرائع ابلاغ نے آسمان سر پر اٹھا لیا صلیبی حکمرانوں کا سرکاری سطح پر اتنا دباؤ بڑھ گیا کہ مسلم سربراہ نے نہ صرف عیسائی مجرم کو خصوصی طیارے کے ذریعے عیسائی ملک کے حوالے کردیا بلکہ خود جاکر معذرت بھی کی۔ صلیبی حکمرانوں نے بوسنیائی مسلمانوں کے خلاف اپنے ہم مذہب سربوں کی سیاسی وفوجی اعلانیہ مدد کی اس کے برعکس سعودی حکومت مظلوم مسلمانوں کی سب سے بڑھ کر اخلاقی سفارتی اور اقتصادی مدد کرتی

رہی ہے اور کر سکتی ہے لیکن سامراج ملک کے خلاف مظلوم مسلم ممالک کی امداد نہیں کر سکتی کیونکہ وہ عالم عربی کو غیر ملکی دست اندازی سے محفوظ رکھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکی ہے۔

مادہ پرستی سے اکتائی ہوئی انسانیت سکون وقلب کے لیے عالم اسلام کی روحانی قیادت تلاش کر رہی ہے اور عالم اسلام یہودی ورلڈ آرڈر کے سدباب کے لیے عالم عرب کی طرف پیاسی نظروں سے دیکھ رہے ہیں سعودی عرب جو حرمین شریفین اور شرعی قوانین کے نفاذ کی وجہ سے عالم اسلام کا روحانی مرکز ہے شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز جو دینی بصیرت کے حامل ہیں اور وحدت امت کے داعی بھی ہیں ان سے توقع ہے کہ وہ عربوں میں تن آسانی کے جراثیم کا خاتمہ کر کے ایمانی جرأت اور اسلامی شعور کی بیداری کا عمل تیز تر کریں گے تاکہ عالم عرب کی فطری صلاحیتیں اجاگر ہوں اور وہ عالم اسلام کی روحانی تعلیم کے علاوہ دفاعی قیادت کا فریضہ بھی سنبھال سکیں سعودی عرب سے غیر مسلم فوج کو بعد تاخیر واپس بھیج دیا جائے ناگہانی صورت میں فوجی تعاون کی ضرورت ہو تو کسی بااعتماد مسلم ملک سے دفاعی معاہدہ کر کے بلائی جائے سعودی عرب میں مستقل فوج ہے جو خلیج کی جنگ کے دوران ناکافی ثابت ہوئی۔

محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ارموا بنی اسماعیل فان اباکم کان رامیا** اے اہل عرب تیر اندازی کی مشق رکھو اس لیے کہ تمھارے جدامجد حضرت اسماعیل تیرانداز تھے، اس لیے ہر سعودی شہری کو نشانہ بازی کی فوجی تربیت دی جائے اور مستقل فوج کو گوریلا طرز کی فوجی ٹریننگ دی جائے تاکہ مشکل وقت کے دوران سمندر کی گہرائی میں، آسمان کی بلندیوں پر، پہاڑوں میں پیٹ کے بل رینگ کر اور میدانی علاقہ میں سینہ سپر ہو کر دشمن کا مقابلہ کر سکیں نیز جنگلوں اور صحراؤں میں رہ کر بھوک پیاس کی شدت برداشت کرنے کی عادی ہو جائے عربوں کی جنگی صلاحیت ختم ہو گئی وہ آرام وآسائش کے عادی ہو گئے ہیں عربوں نے تیراکی اور شہسواری کی ورزشوں کو فراموش کر دیا کمانڈو تربیت دینے سے عرب نوجوانوں میں سادگی، صبر واستقامت اور عزم وعزیمت کی اہلیت اجاگر ہوگی۔

فوجی تربیت کے دوران فنی مہارت کے علاوہ تعلیم وتزکیہ کا درس دیا جائے کیونکہ عالم عرب اپنی دولت کے بل بوتے پر یا مغربی بود وباش اپنا کر اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ اس اسلامی روح اور ایمانی قوت سے ان کو زیر کر سکتے ہیں جس جذبہ سے اس نے بیک وقت روم اور ایران پر فتح حاصل کی تھی اس لیے ان میں ایمان کی تخم ریزی اس طرح کی جائے کہ وہ دن کو محاذ پر کھڑے ہو کر سرحدوں کی حفاظت کریں اور رات کو اللہ سے استغفار کریں اور مدد طلب کریں اور ان منکرات کا سختی سے قلع قمع کر دیا جائے جو جہاد کی روح کو مردہ کر رہی ہوں یا بے حیائی وفحاشی اور خواہشات نفسانی کا موجب بن رہی ہوں یا زبان نسل کی بنیاد پر ان میں بت تراش رہی ہوں۔

عرب باشندے خصوصاً شاہی خاندان کے افراد کو اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ وامریکہ نہ بھیجا جائے کیونکہ یورپ کی رنگین محفلوں میں ایمان کی دولت سے محروم ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے چنانچہ فنی تعلیم وتربیت کے لیے ان کو اسلامی ملک میں بھیجا جائے۔ موجودہ دور کے اہل کتاب مشرکوں کے زمرے میں داخل ہیں اس لیے عربوں پر پابندی عائد کی جائے کہ وہ کسی یہودی ونصرانی عورت سے شادی نہ کریں کیونکہ ان سے بے غیرت اور مادہ پرست نسل جنم لیتی ہے جن کی وفاداریاں مشکوک ہوتی ہیں مومن کا پختہ یقین ہے کہ فتح وشکست اللہ کے قبضہ میں ہے لیکن اسلام عسکری مہارت میں خود کفالت کا حکم دیتا ہے تاکہ طاغوتی قوتیں مغلوب ہو کر رہ جائیں، اگرچہ سعودی عرب کے پاس جدید اسلحہ ہے لیکن وہ ان کا خود ساختہ نہیں حتیٰ کہ رائفل میں چلنے والی گولی بھی اہل مغرب سے درآمد کرتے ہیں اس صورت حال میں وہ مغربی قوتوں کا سامنا کیسے کر سکتے ہیں اس لیے ہر قسم کا دفاعی اسلحہ خود تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کی جائے اور یہود ونصاریٰ کی محتاجی سے نجات حاصل کی جائے۔

دو اسلامی ملکوں نے پُرامن پروگرام کے لیے ایٹمی توانائی کے حصول کی طرف توجہ دی تو یہودیوں نے اسلامی بم کا شوشہ چھوڑ دیا اسرائیل نے ایک ملک (عراق) کے ایٹمی پلانٹ کو تباہ کر دیا جبکہ امریکہ نے دوسرے اسلامی ملک پر دباؤ ڈال کر ایٹمی پلانٹ کو منجمد کر دیا۔ سعودی حکومت کو چاہیے کہ وہ مذکورہ مسلم ملک کو بھاری معاوضہ ادا کر کے خود ایٹمی توانائی حاصل کرے جس سے وہ ملک سودی قرضے اتار کر آئی ایم ایف کی

ناکامی سے نجات حاصل کرے تیل ان کو دو جو تم کو جدید ٹیکنالوجی اور فنی مہارت فراہم کرے سعودی عرب اہل مغرب کے اسلامی بم کے شوشہ کو حقیقت کا روپ دے تاکہ اعلانیہ دھماکہ کرکے روحانی مرکز کے علاوہ دفاعی مرکز بھی بن جائے۔ آئی ایم ایف گریٹ اسرائیل کی راہ ہموار کر رہا ہے جس کی ضمناً تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں اس کے چند نکات پیش خدمت ہیں:

تیل کی صنعت میں خود مہارت حاصل کریں کیونکہ اہل مغرب قدرتی دولت کا نصف سے زیادہ حصہ ہڑپ کر جاتے ہیں، جدہ کو اسلامی مشترکہ منڈی بنانے میں پوری توانائی صرف کی جائے مسلم ممالک کی مصنوعات استعمال کی جائیں غیر مسلموں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں عربوں کی دولت سے یورپ اور امریکہ کے بینک آباد ہیں جس سے یہود و نصاریٰ کے صنعتی کارخانے آباد ہیں اس دولت کو واپس لے کر اسلامی ترقیاتی بینک کو تقویت پہنچائی جائے اور مسلم دنیا میں صنعتوں کا وسیع جال پھیلایا جائے یا کسی مقروض اسلامی ملک کو آئی ایم ایف کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے اس شرط پر قرض حسنہ دیا جائے کہ وہ آئندہ کسی غیر مسلم ملک سے سود پر قرضہ نہ لیں گے طلائی زر کرنسی کا نظام اپنا کر ریال کو مرکزی کرنسی کی حیثیت دی جائے سعودی عرب میں افرادی قوت کی کمی ہے مسلمانوں کو چھوڑ کر کسی غیر مسلم کو کام پر نہ بلایا جائے ایک تو وہ دولت پر قبضہ کر لیتے ہیں دوسرا وہ ایمان کی عمارت میں نقب زنی کرتے ہیں۔ شاہی خاندان کے کسی فرد نے اگر سرکاری خزانے سے جائیداد بنائی ہو تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسے سرکاری بیت المال کی ملکیت میں دے دیا جائے اسلامی سیٹلائٹ سسٹم قائم کیا جائے جو اسلام کی اشاعت کے علاوہ مسلم دنیا میں خبر رساں ایجنسی کا فریضہ سرانجام دے۔

شاہ فیصل مرحوم نے اسلام کی اشاعت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس کا دائرہ مزید وسیع تر کیا جائے معروف زبانوں میں قرآن و حدیث کی تعلیم اور دیگر مذاہب کے تقابلی جائزہ سے متعلق کتب آسان قیمت پر دنیا بھر میں پھیلائی جائیں جب سعودی عرب اقتصادی ترقی پر گامزن اور فنی و عسکری مہارت میں خود کفیل ہو جائے گا تو اللہ ذوالجلال کے فضل و کرم سے اس کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدیں دشمنان اسلام کی شرانگیزیوں سے محفوظ ہو جائیں گی اور مسلم اقلیتوں میں بسنے والے مسلمانوں کو امن و سکون نصیب ہو جائے گا بلکہ اللہ کے امن و سلامتی کے پیغام کو غالب کرنے کے لیے دنیا بھر کو دعوت دینے کے اہل ہو جائیں گے اسلام قبول کرو ورنہ ذمی بن کر امن و سلامتی سے رہو بصورت دیگر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

آل سعود اپنی دینی خدمات کی وجہ سے قابل صد احترام ہیں لیکن روحانی و جہادی انقلاب برپا کرنے والا سعودی حکمران عالم اسلام کے دل جیت لے گا اسلامی ممالک یہودی ورلڈ آرڈر کے بھیانک کردار سے تنگ آکر او آئی سی کے اجلاس میں اسے اپنا خلیفہ تسلیم کرکے خلافت اسلامیہ کی بنیاد رکھیں۔ تب جمال الدین افغانی، علامہ اقبال اور شاہ فیصل شہیدؒ کی بے چین روحوں کو تسکین پہنچے گی بقول اقبال ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

میں اپنے موقف کی تائید کے لیے عالم اسلام کے ممتاز مفکر سید ابوالحسن علی ندوی کا تجزیہ پیش کرتا ہوں "آج دنیا پست ہو کر پھر اسی نقطہ پر پہنچ گئی ہے جس پر وہ چھٹی صدی مسیحی میں تھی یہ عالم پھر اسی دوراہے پر نظر آرہا ہے جس دوراہے پر رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت تھا آج اس کی ضرورت ہے کہ عرب قوم (جس کو رسول اللہ ﷺ) سے خاص تعلق ہے میدان میں نکل آئے پھر دنیا کی قسمت بدلنے کے لیے جان کی بازی لگائے اور اپنی تمام تر آسائش و ثروت دنیا کی نعمتوں ترقی و خوشحالی کے امکانات اور سامان راحت کو خطرہ میں ڈال دے تاکہ دنیا اس مصیبت سے نجات پائے جس میں وہ مبتلا ہے اور زمین کا نقشہ بدل دے۔

عالم عرب اپنی خصوصیات محل وقوع اور اپنی سیاسی اہمیت کی بناء پر اسلام کی دعوت کی ذمہ داری اٹھانے کا حق رکھتا ہے اور وہ یہ کر سکتا ہے کہ عالم اسلام کی قیادت کا بیڑہ اٹھائے اور مکمل تیاری کے بعد یورپ سے آنکھیں ملا سکے اور اپنے ایمان، دعوت کی طاقت اور اللہ کی نصرت سے اس پر غالب آجائے اور دنیا کو شر سے خیر کی طرف تباہی و بربادی سے امن و سلامتی کی طرف لے آئے۔ مظلوم انسانیت اور برباد شدہ دنیا پھر اقبال کے ان الفاظ میں مسلمانوں سے فریاد کر رہی ہے اس کو اب بھی یقین ہے کہ جن مخلص ہاتھوں نے کعبہ کی تعمیر کی تھی وہی دنیا کی تعمیر نو کا فرض انجام دے سکتے ہیں ؎

موسیٰ ازل را تو امنی تو امنی
دارائے جہاں را تو یساری تو یمنی
اے بندہ خاکی تو زمانی تو زمینی
صہبائے یقین درکش و از دیر گماں خیز
از خواب گراں خواب گراں خواب گراں خیز
از خواب گراں خیز
یاد از افرنگ و دل آویزی افرنگ
فریاد ز شیرینی و پرویزی افرنگ
عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزی افرنگ
معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز
از خواب گراں خیز

غلط فہمی کا ازالہ

سعودی عرب میں شاہی نظام کے تحت شرعی قانون نافذ العمل ہے اس کے باوجود بعض مفکرین سعودی حکومت کو اسلامی حکومت کی حیثیت سے تسلیم نہیں کرتے ،ان کا اعتراض ہے کہ وہاں جمہوریت ناپید ہے گویا نافذ العمل قانون کو عوامی تائید حاصل نہیں یا پارلیمنٹ نے منظور نہیں کیا۔ ان کی خدمت میں التماس ہے اگر جمہوریت امت مسلمہ کے مستقبل کے لیے مفید ہوتی تو اسلام دشمن عناصر نیم مردہ بادشاہی خلافت کو ختم کرکے جمہوریت نافذ نہ کرتے اور عالم اسلام خصوصا برصغیر کے مسلمان جمہوریت کو خوش آمدید کہتے تاکہ بحالی خلافت کے لیے ملک گیر تحریک برپا کرتے۔

تاریخ اسلام کے نامور خلفاء وسلاطین ولید بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز ، ہارون الرشید ، سلطان صلاح الدین ایوبی ،سلطان محمد الفاتح ،ٹیپو سلطان ،اورنگ زیب عالمگیر اور شاہ فیصل شہید رحمہم اللہ گزرے ہیں جن کی ملی وقومی خدمات ناقابل فراموش ہیں وہ بھی بادشاہی نظام کا حصہ ہیں صرف ولید بن عبدالملک کے عہد میں اتنی فتوحات ہوئیں کہ عمر فاروقؓ کے بعد آج تک کسی زمانہ میں نہ ہو سکیں جبکہ جمہوری دور کی تاریخ میں مسلمانوں نے کوئی پیش قدمی نہیں کی بلکہ مختلف خطوں میں بٹ کر رہ گئے

جمہوری نظام حکومت کے انتخابی طریقہ کار میں اقتدار کی اندھا دھند دوڑ شروع ہو جاتی ہے امیدوار الیکشن میں اپنی کامیابی کے لیے نسلی لسانی اور مذہبی دھڑے بندیوں کا سہارا لیتے ہیں یہی تعصب سیاسی جماعتوں کا روپ دھار کر وحدت امت کو پارہ پارہ کر دیتا ہے ،سامراجی طاقتیں ان سیاسی جماعتوں سے یا وہ خود لیلائے اقتدار کے لیے ان سے ساز باز کرتی ہیں ان کے برسراقتدار آنے پر تجارتی واقتصادی مفاد حاصل کرتی ہیں۔

جمہوری نظام حکومت میں اسلامی ممالک اہل مغرب کی اربوں ڈالر کے حساب سے مقروض ہو کر کالونیاں بن چکے ہیں ایک جماعتی نظام کی نسبت جمہوری نظام میں ان کو وافر مقدار میں آلہ کار میسر ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل مغرب سعودی عرب میں جمہوریت رائج کرنے کے لیے کوشاں ہے سعودی شہری ڈاکٹر محمد المصاری نامی جسے برطانیہ نے اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے سعودیہ میں جمہوریت کا نفاذ کرنے کے لیے مغربی ذرائع ابلاغ کی وساطت سے بیان بازی کر رہا ہے جسے سعودیہ میں شرعی احکام کے نفاذ کی وجہ سے کوئی پذیرائی نہیں ہو سکی تاہم اہل مغرب اپنی عادت بد سے باز نہیں آ رہے۔

ان کا مقصد یہ ہے سعودیہ میں سیاسی عدم استحکام پیدا ہو جائے اور وہ اقتصادی سطح پر مفلوج ہو کر رہ جائے سعودی معاشرہ اخلاقی بیماریوں کا شکار ہو جائے اور انتخابی سیاست کے ذریعے آزاد منش لوگ برسراقتدار آجائیں اور اسلامی نظام کا نفاذ پارلیمنٹ کا مرہون منت بن کر رہ جائے یوں اسلام کا مرکز ومحور اپنی روحانی واسلامی حیثیت کھو بیٹھے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس قسم کے فتنوں کی سرپرستی کرنے والوں کا اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے۔

اول تو سعودی عرب میں اس قسم کے نعروں پہ کوئی کان نہیں دھرتا تاہم ایسے اقدامات کیے جائیں اس قسم کے فتنے اپنی موت آپ مر جائیں۔ سعودی عرب میں اسلامی شریعت رائج ہے جس میں تقویٰ و اہلیت کی بنیاد پر مزید توسیع کی جائے انتظامیہ میں ادنیٰ سے اعلیٰ عہدوں تک دیانت وقابلیت کی بناء پر تقرریاں کی جائیں اور عدل وانصاف میں کسی سے نرمی نہ برتی جائے تو دنیا کی کوئی قوت سعودی عرب میں دخل اندازی کی جرات نہ کر سکے گی اور نہ ہی اسے پذیرائی حاصل ہوگی۔

□□□

نبذة خدمات حكومة خادم الحرمين الشريفين

حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان

ان المملكة العربية السعودية تستحق ان تقدم اليها اخلص التهاني واطيب التحيات. لان هذه المملكة قد أسست على الايمان والتقوى والدعوة الى الله تعالى وعندهم التمسك بالشريعة الاسلامية السمحة البيضاء. كما ان المملكة تعني دورها كقائد العالم الاسلامي وقد اهتمت بالقرآن الكريم اهتماما بالغا انطلاقا من ارتباطها الوثيق بالتاريخ الاسلامي في جميع مراحله وان مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف يعتبر بكل المقاييس عملا عظيما وهذه المجمع يعتبر بحق واحدا من اكبر المجمعات الطباعة في العالم. وطبع فيها تفسير القرآن باللغة العربية وكذلك التراجم للقرآن في مختلف اللغات العالمية والاسلامية. ثم توزيعهم هذه المصاحف على الحجاج والمساجد والمدارس وكذلك عندهم الرئاسة العامة للبحوث العلمية والافتاء والدعوة وكذلك عندهم توزيع الكتب الاسلامية المتعلقة بالعقائد والاخلاقيات في موسم الحج وغيره من الاوقات وكذلك عندهم نظام دقيق في خدمة ضيوف الرحمن في موسم الحج وعندهم سهوليات في المستشفيات واشياء الاكل والشرب ميسرة في كل وقت بأثمان رخيصة وكذلك الامن العام ليس له نظير في العالم وبتنفيذ احكام الله والحدود لا توجد عندهم السرقات والنهبات والرشوة ولا توجد هناك المزارات والقبور التي تعبد من دون الله. فللاجل ذلك تنزل هناك البركات من السماء ليلا ونهارا. وكذلك المملكة تهتم من حيث التعليم ايضا. فليس هناك اختلاط بين الطلاب والطالبات في الدراسة وهناك الجامعات الاسلامية الكبيرة في مكة المكرمة والمدينة المنورة والرياض وتخرج من هناك الدعاة الى الله في مختلف المناطق على حساب المملكة العربية وكذلك عندهم ارتباط مع الدول المسلمة وانفاق اموالهم عليها وعلى المساكين والفقراء في الزلازل والسيول جزاهم الله خيرا. وكذلك في توسيع الحرمين الشريفين لها خدمات جليلة تبذل اموالهم بأفسح القلوب وابلاغ السهوليات للناس.

بقیہ: درس حدیث

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ "قیامت کے نزدیک ایک چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی کعبہ کو ویران کرے گا۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الحج باب قول الله تعالى جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما للناس ج 8 ص 95 رقم الحديث: 1591) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس حبشی سے پہلے کوئی مضبوط اور طاقتور دشمن بھی کعبہ کو شہید کرنے کے اپنے ناپاک و مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکے گا بلکہ اس حبشی کے علاوہ مذموم کوششیں کرنے والوں کو اصحاب الفیل کی طرح تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی حفاظت کے لیے آل سعود کو چن لیا ہے یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بیت اللہ کی خدمت، تعمیر و ترقی کے لیے اپنے تمام تر وسائل کو صرف کرتے ہوئے اس کی آرائش و تزئین میں کسر باقی نہیں چھوڑی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی حفاظت فرمائیں گے اسی طرح اس گھر کے خادمین کو بھی اپنی رحمت سے لوگوں کی شر اور نظر بد سے محفوظ فرمائیں گے۔

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

اور قرآن کو خوب ترتیل (تجوید) کے ساتھ پڑھو۔ (القرآن)
تم میں سے بہترین وہ ہیں جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔ (الحدیث)

زیر اہتمام
جامعہ اہل حدیث
چوک دالگراں لاہور کے

فضیلۃ الشیخ قاری ادریس العاصم حفظہ اللہ کی زیر نگرانی

عظیم خوشخبری

داخلہ برائے تجوید

حفظ سے فارغ ہونے والے طلباء کے لیے سنہری موقع

خصوصیات

1. لہجات عرب کی خصوصی تربیت
2. تجوید کے ساتھ 2 سالہ درس نظامی کا نصاب
3. 2 سالہ وفاق المدارس کا نصاب
4. جامعہ کی طرف سے تجوید کی سند
5. وفاق المدارس سے الحاق شدہ
6. مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اساتذہ کی خدمات
7. محنتی اور مشفق عملہ
8. نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کے لیے خصوصی انعامات
9. ادارہ ہذا کا مدینہ یونیورسٹی سے باقاعدہ الحاق
10. کورس کا دورانیہ 2 سال

شرائط داخلہ

① حافظ قرآن اور اردو پڑھ لکھ سکتا ہو
② داخلہ کے وقت ہر طالب علم اپنے سرپرست یا والد کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضرور ہمراہ لائے

حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور
0345-7656730 0423-7656730